۲۳۴۰
۳۲۰۵
شہاب ثاقب
۲۳۴۱
۳۲۰۶
آثار محشر
۲۳۴۲
۳۲۰۷
دبدبہ آصفی

[illegible]

شہاب ثاقب

موسوم بہ

رد کفر

از رشحات خامہ فیض شمامہ

مقبول الرحمان صاحب الیقان درویش بے ریا فقیر باخدا حق بین و حقیقت آگاہ

جناب حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی متوطن بچھرایوں ضلع مرادآباد

درماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۲ ہجری نبوی باہتمام محمد رفیق بخش

مطبع صبح المطابع [illegible] لکھنؤ [illegible] طبع گردید

جنسے کبھی کی جان نہ پہچان۔ نام سے واقف نہ صورت سے آشنا مگر ناحق تکلیف رسانی کے
درپے اور بے وجہ تحقیر کی جستجو مین رہتے ہین۔ اپنے گھر مین بیٹھ کر بے سر و پا الزام لگاتے ہین
اور خلاف اصول اسلام مسلمانون کو کافر بناتے ہین۔

چنانچہ رجب ۱۳۳۶ھ ہجری مین دیوبند کے دار العلوم سے ایک ماہواری رسالہ الرشید
کے نام سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ اور جسطرح کتاب کی ابتدا حمد و نعت سے کرتے ہین
اسیطرح اراکین الرشید نے اخوت اسلامی کا رُخ بدل کر اپنی تہذیب اور شائستگی کو شریعت
کے پردہ مین یون دکھایا ہے کہ پہلے ہی رسالہ کے صفحہ ۳۰ مین مولوی عزیز الرحمٰن صاحب
مفتی دیوبند کا وہ فتوے شائع کیا ہے جسمین مفتی صاحب نے بغیر کسی تحقیق و تدقیق کے
ایک کثیر التعداد گروہ کو تکفیر کا خطاب مرحمت فرمایا ہے جو بالکل اصول شریعت کے خلاف ہے
(جسکی تصریح انشاء اللہ آیندہ کرونگا)

لیکن مفتی صاحب کی یہ حیرت انگیز ہمت بھی اپنی نظیر آپ ہے کہ جب فتوے لکھنے کو قلم
اٹھایا تو نہ تحقیقات کا جھگڑا گوارا کیا نہ غور و فکر کی تکلیف پسند فرمائی۔ بلکہ آنکھ بند کر کے
پورے فرقہ کے لیے یہ حکم نادری صادر فرمایا کہ یہ سب ملعون و کافر ہین۔

اگر مفتی صاحب یون تحریر فرماتے کہ اِس احرام پوش فرقہ کا فلان جرم اور فلان قصور ہے
تو شبہ بھی ہوتا اور ایک طور پر قرین قیاس بھی تھا کہ اچھے اور بُرے ہر فرقہ مین ہوتے ہین
مفتی صاحب نے کسی فقیر کی ایسی حالت دیکھی ہو گی۔ یا تحقیقات کرنیسے ثابت ہوا ہو گا تب
مفتی صاحب نے ایک یا چند مسلمانون کو کافر اور ملعون کہا ہے۔ لیکن ہمارے فضیلت مآب
مفتی صاحب نے اپنے صاف اور سادہ فتوے مین ایسا بھی نہین کیا بلکہ اضطرابی کی
حالت مین ایک کثیر التعداد گروہ کے حق مین فقط کفر فرما دیا جو از روئے واقعات بھی
صریحا تہام ہے۔ اور قطع نظر اسکے تھوڑا غور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جناب مفتی صاحب
کا یہ فتوے کسی طرح قابل اعتبار نہین ہے کیونکہ کسی فرقہ کے افراد کسی خاص اور محدود

مقام مین نہین رہتے ہین اس لیے نہ مفتی صاحب نے کسی فرقہ کے جملہ افراد کو کبھی دیکھا ہی
اور نہ شاید دیکھ سکتے ہین۔ اور نہ تمام فرقہ کی نسبت قطعی شہادت تصدیق ہوئی اور
نہ ہو سکتی ہے۔ ہان اگر مفتی صاحب تبحر علوم کے ساتھ کشف باطنی مین بھی اپنا کمال
ظاہر فرمائین تو اس صورت مین صرف مفتی صاحب کے معتقد اور ہم خیال اِس
فتوے کی تصدیق کر سکتے ہین اور اسکو الہام غیبی سمجھ سکتے ہین۔

لیکن اسقدر تو ہم بھی اس ہمہ دانی کی داد مفتی صاحب کو ضرور دین گے کہ اس
مرتد اور ملعون فرقہ کے افراد مغرب مین ہون یا مشرق مین جنوب مین ہون یا شمال
مین۔ جنکے حالات اور خیالات سے کماحقہ واقفیت ہونا قطعی ناممکن اور محالات سے
ہے مگر ہر فرد کو ہمارے لائق مفتی صاحب نے ایک ہی جرم کی سزا مین داروغہ جہنم
کے حوالہ کر دیا مفتی صاحب کا یہ فیصلہ دیکھ کر بلبل شیراز کا یہ قول یاد آتا ہے۔

گر ہمین مکتب است واین مُلا	کار طفلان تمام خواہد شد

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کا یہ فتوے دیکھ کر پہلے ہمکو تعجب ہوا تھا کہ بہت عرصہ
کے بعد فقرا کے ایک پورے فرقہ پر قوم نوحؑ اور امت لوط علیہم السلام کیطرح
مفتی صاحب کی معرفت یہ خدا کا غضب کیون نازل ہوا۔ مگر جب پیشانی پر جلی
حرفون مین لفظ دار العلوم دیوبند نظر آیا تو ہمکو اطمینان ہو گیا۔ کیونکہ ابھی تھوڑا عرصہ
ہوا ہے کہ انہین علماء دیوبند نے غریب اور بے زبان کوے کو جو ہمیشہ سے ازاد
اور بے جرم سمجھا جاتا تھا گردن زدنی ٹھیرایا اور اُسکا خون بہانا جائز اور اُس کا
گوشت کھانا حلال اور طیب سمجھا ہے تو یہ کون بڑی بات ہے کہ ایک گروہ فقرا کو
کافر اور ملعون کہا۔ یہ حضرات اگر خدا کی تمام خلقت پر چاہے اسمین حیوان ہو یا انسان
تشدد کرین تو بعید نہین۔

مفتی صاحب نے اِس فتوے مین جسقدر انصاف کا خون کیا ہے وہ محتاج بیان نہین

ذی سمجھ کا آدمی بھی اس فتوے کو دیکھکر مفتی صاحب کے علم و فضل کا بخوبی اندازہ
کرسکتا ہے۔ مگر تاہم مفتی عزیز الرحمن صاحب کا یہ عجیب اور حیرت انگیز اصول اور یہ نو ایجاد
اور خودساختہ قیاس ضرور اس قابل ہے کہ تھوڑی تصریح کے ساتھ نذر ناظرین کرون۔
حالانکہ نہ مین عالم ہون نہ مفتی لیکن اظہار حق مین کوتاہی بھی مذموم ہے۔ بقول۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ۔۔۔ وگر خاموش بنشینم گناہ است

لہذا اس فتوے کی تنقیح سے پہلے یہ بھی دکھا دینا چاہتا ہون کہ مفتی صاحب نے
اگر فقرا کے ایک فرقہ کو کافر اور ملعون کہا تو یہ کوئی عجیب بات نہین ہے۔ بلکہ ہر عہد اور ہر قرن
مین متعصب اور خودغرض علمانے ہمارے مقدس اور مقتدر پیشواؤنکے ساتھ ایسا ہی کیا
ہے۔ باوجودیکہ اسلام کا شفاف دامن اس غبار اور کدورت سے بالکل پاک ہے۔ ہمارے
سچے مذہب کا ہرگز یہ اصول نہین ہے کہ اپنی نمود اور شہرت کیواسطے کسی پر بے بنیاد الزام
اور غلط اتہام لگائین۔ ہمارے رہنماؤن نے ہمین اتفاق۔ اتحاد۔ محبت۔ وداد راستی
سچائی۔ دیانت کی ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ طبقۂ اسلام مین خصوصیت کے ساتھ
یہ امر مسلمہ ہے کہ سب مسلمان گو دنیا کے کسی گوشہ مین رہین اور مختلف قومون کے نام
سے پکارے جائین مگر ایک دوسرے کا بھائی ہے کیونکہ ہمارے بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے اون مضبوط اور زبردست ہاتھون نے جو یداللہ فوق ایدیہم کے حقیقی
مصداق ہین اس اخوت اور یگانگی کی بنیاد ایسے استحکام سے ڈالی ہے کہ باوجود متعدد
رنجشون اور صدہا پیچیدگیونکے ہنوز قائم ہے اور انشاءاللہ ہمیشہ قائم رہیگی۔ مگر اس
خانہ جنگی کا خدا برا کرے جسکی وجہ سے کوئی صدی ایسی نہین گذری جسمین امید
کے خلاف کوئی عظیم انقلاب نہوا ہو۔ اور یہ انقلاب صرف تمدنی اور سیاسی معاملات
اور دنیاوی اغراض ہی تک محدود نہین رہا بلکہ اس عالمگیر وبا کے زہریلے
اثر نے اکثر حضرات علما کے ذریعہ سے دینی معاملات مین بھی گھس

باہمی نفاق کی بنیاد ڈالی - حالانکہ اس مقتدر گروہ کا فرض منصبی خلق اللہ کی فلاح اور اصلاح کیواسطے کوشش اور اسلامی اخوت کو مضبوط کرنا - اور خدا کے ملنے کا راستہ اسطرح بتانا ہے کہ عوام کے دلون مین انکی محبت ہو - انکے کہنے پر عمل کرین - انکی ہمدردی سے انکے گردیدہ ہو کر انکو ہادی وقت جانین - مگر افسوس ایسا نہوا کیونکہ دنیا کی تاریخ شاہد ہے اور اوسکے اوراق زبان حال سے یہ کہہ رہے ہین کہ اکثر حضرات علمانے اپنے قلم اور اپنی زبان سے وہ کام لیا جو سپاہیونکی تلوار بھی نہین کر سکتی کہ علم کے غرور اور نفسانیت کے جوش مین یا کسی دنیاوی مصلحت کے لحاظ سے بڑے بڑے اولوالعزم مذہبی پیشواؤن اور جلیل القدر رہنماؤن کو جنکی بزرگی اور عظمت کا زمانہ معترف ہے اور جنکو قوم خدا کا مقبول اور برگزیدہ جانتی ہے اونکو معاذاللہ ملحد - مرتد - بدعتی - ملعون بلکہ کافر فرمایا - بعض کو قید کیا - بعض کو بڑی بے حرمتی کے ساتھ جلاوطن کیا - بعض کو سر دربار کوڑے لگوائے - اور اونکی بے مثل تصنیف کردہ کتابین جو اپنی نظیر آپ تھین اور آیات کلام الٰہی اور احادیث نبوی سے مملو تھین اونکو جلوادیا - اور اکثر علمانے تو خدا کے پیارونکو واجب القتل قرار دیکر اونکے قتل کا فتویٰ دیدیا -

مگر ہزار آفرین اون مقدس اور ابرار بزرگون کے صبر و تحمل پر کہ اپنے ہمعصر علما ظواہر کے جہت سے طرح طرح کی اذیتین اوٹھائین مگر اونکے غلط الزام اور اتہام کو خاموشی کے ساتھ سُنا اور اونکی نادانی اور ملت فروشی کا پردہ نہ فاش کیا - اور بکمال استقلال محبت الٰہی مین یہ کہتے ہوئے جان بحق تسلیم ہوئے - مصرع

این کفر سر زلف بہ ایمان نفروشم

جبکہ اسلام کے مقدس بزرگون اور سچے ہمدرد اور رہنماؤن کو ان متعصب اور جاہ پسند علمانے نہین چھوڑا اور اونکی تکفیر کا فتویٰ دیا تو آج مولوی عزیز الرحمن صاحب مفتی دیوبند نے اگر فقیر و نکے ایک کثیر التعداد گروہ کو کافر اور ملعون کا خطاب دیا

توکچھ عجیب اور حیرت خیز بات نہین کی - یہ تو پُرانی رسم ہے اور ہمیشہ اِسپر عمل درآمد رہا ہے اور مذہبی سردارون نے اِسے اپنی وقعت اور عزت کا ذریعہ ٹھیرا رکھا ہے تاکہ وہ پُوجے جائین اور انبیا کے جانشین کہلائین - بلکہ اَلوَلدُ سِرٌّ لاَبِیہ کے یہی معنی ہین کہ مفتی صاحب نے اپنے بزرگان سلف کی سنت ادا کی - اور اپنے زمانہ مین وہی کام کیا جو اُنکو کرنا چاہیے تھا - کہ فقیرون کا ایک ایسا فرقہ جو بظاہر علما کے سلف کے دیے ہوئے فتوون کی چوحدی سے باہر تھا اُسکو بھی تکفیر کی زنجیر مین باندھا اور " اگر پدر نتواند پسر تمام کند " کے مصداق ہوئے -

لیکن جسطرح مفتی صاحب نے علماے سلف کی تقلید کی ہے یقین ہے کہ دام تکفیر و ملامت کے یہ تازہ گرفتار یعنی فقرا کا وہ پورا گروہ جسکو مفتی صاحب نے کافر اور ملعون کا خطاب دیا ہے اپنے بزرگان دین اور سلف صالحین کی سنت ادا کرین گے اور اِس فتوے کی جو تعصب اور نفسانیت سے مملو اور صریح اصول شریعت کے خلاف ہے کوئی شکایت نہ کرین گے بلکہ نہایت صبر اور خاموشی کے ساتھ سنین گے اور اگر کچھ کہین گے تو یہ کہین گے -

زاہد ظاہر پرست از حال ما آگاہ نیست	در حق ما ہرچہ گوید جای ہیچ اکراہ نیست

ہان اِس فتوے کا اثر اُن عامیون کو شاید محسوس ہو جنکا ایمان صرف برادری کے حقہ پانی پر ہے - اور اُن مردون کو تو اِسکا خیال بھی نہ ہوگا جو اسلام کی حقیقت اور خدا کی وحدانیت اور فردانیت کو کفر کا فتوے دینے والون سے بھی زیادہ جانتے ہون وہ تو ان بادی کاغذون کو جو کبھی مغرب سے مشرق کو اور کبھی مشرق سے مغرب کیطرف اُڑتے پھرتے ہین آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھتے - اور پرِ مگس کے برابر بھی انکی وقعت نہین سمجھتے - اُنکے نزدیک خدا نے اپنی جنت اور دوزخ ان کفر کا فتوے دینے والون کو ہبہ نہین کر دی کہ جسکو چاہین وہ جنت مین بھیجدین اور جسے چاہین کافر بنا کے دوزخ مین ڈالدین یہ ضعیف القلب اور ضعیف الایمان والون کا کام ہے کہ

اپنی دلی تصدیق پر اطمینان نہ رکھین اور اُنکے دل اِن ہوائی کاغذون کے ساتھ پتون کی طرح اُڑتے پھرین - اور خود غرض و شہرت پسند عالمون کی آواز کو روح القدس کی آواز سمجھین -

میرا یہ مطلب بھی نہین ہے کہ حضرات علما اپنے علم سے کام نہ لین - یا احکام شریعت نافذ نہ فرمائین - بلکہ ضرور حکم شریعت سے عوام کو مطلع کرین - اُنکا یہی فرض منصبی ہے مگر کم سے کم اسقدر لحاظ رکھنا لازمی ہے کہ اگر ملزم شریعت احکام شریعت سے ناواقف ہے - یا اُنکا مقلد اور متبع یا اُنکا ہم مذاق ہم خیال ہے تو بیشک اُن کے فتوے کا مستحق اور اُنکی تہدید کا سزاوار ہے - اور اُنکو پورا اختیار ہے کہ آنکھ بند کرکے چاہے اُسکو مرتد اور کافر کہین چاہے اُسکے قتل کا فرمان جاری فرمائین - یا اُس کو جہنم کا پروانہ لکھدین - کسی کو عذر نہ ہوگا اور یقینی اُنکا فیصلہ ناطق سمجھا جائیگا - اور اگر اسکے خلاف ایسے شخص کو ملزم شریعت قرار دینگے جو ظاہری علم و فضل مین اُنکے برابر یا اُنسے زیادہ ہے - اور تحقیق و تدقیق - تبحر و تقدس مین شہرۂ آفاق ہے - یا علم باطن اور عطیات وہبی سے بھی سینہ اُسکا معمور ہے - اور اُسکا مذاق اور مشرب بھی وہ ہے جو اُنکے ادراک سے باہر ہے - اور ایسے خیال مین محو اور مستغرق ہے جسکی ہوا بھی اُنکو نہین لگی - اور اُسکا خیال و مذاق ہر طرح ممدوح و مستحسن ہے تو ضرور ہوا کہ شخص اوّل الذکر کیطرح بیدھڑک نہ اُسکو مرتد اور کافر کہنے کے وہ مجاز ہین - اور نہ اُسکے واسطے اُنکا حکم حقد کفر صیح ہو سکتا ہے -

چنانچہ مین اپنے اِس بیان کی تائید مین علامۂ جلال الدین رومی قدس سرہ کی اُس مثنوی کا حوالہ دیتا ہون جسکی نسبت آج تک یہ کہا جاتا ہے کہ "ہست قرآن درزبانِ پہلوی" اور جسکی شرح بڑے بڑے ممتاز اور مشاہیر علمانے کی ہے - اور اُس چرواہے کا قصہ دکھانا چاہتا ہون جسکے باطن کے مذاق اور خیال پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام

نے توجہ نہ فرمائی اور اُس بادیہ نشین کے ظاہری الفاظ سُنکر "تو مسلمان نا شدہ کافر شدی" ارشاد فرمایا۔ اِس تنبیہ سے وہ خاموش تو ہو گیا۔ لیکن نتیجہ اِسکا یہ ہوا کہ۔

وحی آمد سوے موسےٰ از خدا　　بندۂ ما راز من کردی جدا

لہذا انہایت ادب کے ساتھ حضرات علما کی خدمت مین یہ ضرور عرض کرونگا کہ جو شخص آپ کا مقلد یا تبع ہو یا ہو سکتا ہے اُسکو وہی راستہ بتائیے جسکے آپ ماہر ہین۔ اور اُس کے واسطے وہی قانون نافذ فرمائیے جو آپ کو یاد اور جسکا سارٹیفکٹ آپ کے پاس ہے۔ لیکن ایک لکڑی سے شیر اور بکری کو نہ ہنکائیے۔ اور خدا کو وحدہٗ لاشریک لہٗ اور رسول کو محمد الرسول اللہ کہنے والے کو بے سمجھے بُوجھے کافر اور ملعون نہ بنائیے۔ الیسا نہ ہو کہ مطابق حدیث وہ کفر اور لعن آپ ہی کی طرف رجعت کرے۔

قبل اِسکے کہ مفتی صاحب کے اِس فتوے کی نسبت کچھ عرض کرون مجھے اِسکی بھی تصریح مختصر طور پر کر دینا چاہیے کہ واقعی آج تک حضرات علما نے اپنے مقلد اور تبع پر یا جو لوگ خدا کو بھُول کر منہیات شرعیہ کے ارتکاب مین مصروف ہو گئے اُنھین پر احکام شرع جاری فرمائے یا درحقیقت مقدس عالمون اور ابرار بزرگون کو بھی مرتد اور کافر کا خطاب دیا ہے۔

بظاہر تو یہ بہت دشوار اور بالکل عقل کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ پڑھا لکھا آدمی کبھی الیسی فاش غلطی نہ کریگا کہ کسی مقتدر اور متبحر عالم یا کسی مقدس صوفی کو کافر کہے۔ مگر تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علمائے سلف اور مشاہیر حضرات صوفیہ کرام جنکے علم و فضل تبحر و تقدس کا قریب قریب سب کو اعتراف ہے۔ اور جنھون نے خدا کی یاد مین اپنی ہستی کو مٹایا۔ اور خدا کی محبت مین دنیا کی دولت عزت عیش۔ آرام کو خیر باد کہا۔ اُنھین پر بعض علما نے الزام اور اتہام بھی لگائی اور اُس ممتاز گروہ کو ناوک تکفیر کا نشانہ بھی بنایا۔

گو اسکی تفصیل کی ضرورت نہین کیونکہ متعصب علما اور خود غرض مفتیون کے تعجب خیز کارنامے ایسے مشہور ہین کہ محتاج بیان نہین۔ تاریخ کے صفحون سے اِن واقعات کا تذکرہ مٹ نہین سکتا کہ ایسے سچے اور ایماندار مسلمانون پر جنھون نے تمام عمر عند اللہ اِسلام کی خدمت کی۔ اور اُنھین کی تالیفات اور تصنیفات سے آج تک اِسلام زندہ ہے اور اُنھین کی لکھی ہوئی کتابون کے پڑھنے کے بعد ہر ایک مولوی کو علامہ اور فضیلت کا لقب ملتا ہے۔ اور اُنھین کے بتائے اور سکھائے ہوے قواعد پر عمل کرنے سے مفتی صاحب کہلاتے ہین۔ مگر "مقتضائے طبیعتش اینست" کا مضمون ہے کہ اُنھین پر اُنکے علمائے معاصرین نے ارتداد و تکفیر کا الزام عائد فرمایا۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ ہمارے عبای تبحر کے دامن سے یہ بدنما داغ قیامت تک نہ چھوٹے گا۔

اور جو علما زیادہ دلیر اور بہادر تھے اُنھون نے تکفیر کے ساتھ قتل اور احراق کا بھی حکم دیدیا۔ اور وہ بھی اِس سادگی سے کہ بعض شہدائے اسلام کے تذکرون کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحبان نے کیسی خوبی سے حیلہ تلاش کیا ہے۔ اور عالمانہ تقریر اور فاضلانہ تدبیر سے حجت قائم کی ہے۔ اور اُنکے قلم نے کیسا معرکۃ الآرا فیصلہ کیا ہے اور اُن بیگناہون کا خون بہایا ہے۔ بقول

اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے ای خدا	لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

لہذا اِسلام کے وہ مقتدر اور ممتاز ارکین جنھون نے بنیاد اسلام کو مستحکم اور مضبوط بنانے مین اپنی عدیم المثل زندگی وقف کی۔ اور وہ مقدس اور ابرار بزرگ جنکے باطنی فیوضات اور روحانی جذبات سے اِسلام کی حقانیت کا شاندار نشان بلند ہوا۔ اور چار دانگ عالم مین وحدہٗ لاشریک لہٗ کا ڈنکا بجا۔ اور اسکے صلہ مین اُنکے ہمعصر علمائے ظواہر نے اُنکو الحاد اور ارتداد کے تمغہ پر بخط جلی نقش کفر لکھکر مرحمت فرمایا۔ اسکو اگر مفصل لکھا جائے تو طوالت کا خوف ہے۔ اِسلیے بطور "مشتے نمونہ از خروارے"،،

اُنکے اسمارِ گرامی کی مختصر فہرست نذر ناظرین کرتا ہون - اور اگر زیادہ تصریح کے ساتھ اِن واقعات کا مطالعہ منظور ہو تو کتاب تلبیس ابلیس و طبقاۃ الکبرے و تاریخ ابن خلکان و تاریخ ابن اثیر و نفحات الانس وغیرہ وغیرہ کو دیکھئے اور خود غرض مفتیون اور متعصب قاضیون کے فیصلہ کی داد دیجئے -

اِسلام کی پہلی صدی مین وہ حضرات جنکو اسلام کی جان کہنا چاہیے اور جن کو محض حاسدون کی خود غرضی نے ناوک تکفیر کا نشانہ بنایا ہے مجکو لازم ہوا کہ اس مختصر فہرست کی ابتدا اُنھین کے نام نامی سے کرون تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ یہ تکفیر کا مہلک مرض مثل انفلزا اور ڈینگو فیور کے جدید تحقیقات کا نتیجہ نہین ہے بلکہ اِسلام کے نشو نما کے ساتھ اِس منحوس وبا کا بھی مادہ پیدا ہوا ہے -

(۱) چنانچہ مظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب اسد اللہ الغالب امام العالمین مقتدار العاشقین امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو علماء خوارج نے علانیہ کافر کہا -

(۲) راکب دوش رسول زیب آغوش بتول مظلوم کربلا سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ التحیۃ والثنا کے واسطے علماء کوفہ و شام نے قتل کا فتوےٰ دیا -

(۳) سید الساجدین امام الموحدین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنکے گھر مین قراٰن نازل ہوا - جنکے آباواجداد نے شرک اور کفر کا نشان مٹایا اسلام کی برکتون سے آگاہ کیا - توحید حضرت احدیت جل جلالہٗ کا سبق پڑھایا - اُس امام اور امام زادہ کی نسبت یہ کہا گیا کہ یہ تو بت پرستون کی باتین کرتے ہین - (طبقات الکبری)

(۴) خیر التابعین دلدادہ محبوب رب العالمین حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ واللہ لوگون نے مجھپر دعوی خدائی کا الزام لگایا - (دیکھو طبقات الکبری)

(۵) سید ابراہیم سوقی نے نقل کیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ کی ایک جماعت کی

نسبت ریا و نفاق منسوب کیا گیا جنمین ایک حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہین۔ جنکا اصحاب اجلہ مین شمار ہے۔ وہ نماز مین بہت خشوع کرتے تھے۔ اس قصور پر کہا گیا کہ یہ ریا کرتے ہین اور مکار ہین اور منافق ہین۔ چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ سجدہ مین تھے تو آپ کے چہرہ اور سر پر گرم پانی ڈالا گیا جس سے آپ کے چہرۂ اقدس کی کھال اُتر گئی مگر آپ کو خبر نہ ہوئی۔ (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۶) فرد فرید مرد میدان تجرید غواص بحر توحید حضرت ابو یزید بسطامی علیہ الرحمتہ سات مرتبہ جلاوطن کیے گئے۔ آخر مین جب آپ سفر سے واپس آئے اور انبیا اور اولیا کے مقامات مین گفتگو کی تو حسین بن عیسی بسطامی جو اُس نواح کا امام اور علوم ظاہری کا مدرس تھا انکار پر آمادہ ہوا اور آپ کو بسطام سے نکلوا دیا

(۷) حقیقت آگاہ حضرت ابو سعید خراز علیہ الرحمتہ کا یہ قصور تھا کہ آپ نے اپنی کسی تصنیف مین یہ لکھا تھا کہ اگر تم دریافت کرو کہ کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو تو میرا جواب اللہ کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ علماء ظاہر نے اسپر تکفیر کا فتویٰ دیدیا۔ (طبقات الکبریٰ)

(۸) علامہ ابن جوزی محدث نے اپنی کتاب تلبیس ابلیس مین لکھا ہے کہ حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری پر کفر اور بدکاری کی تہمت لگائی گئی اور خارج البلد کر کے بصرہ بھیجے گئے۔ اور اُسی غربت مین انتقال ہوا۔ علماے معاصرین کو اُنسے مخالفت صرف اس وجہ سے تھی کہ اُنکا قول تھا کہ توبہ ہر سانس کے ساتھ بندہ پر فرض ہے۔

(۹) حضرت ابو سلیمان دارانی قدس سرہٗ جنکا جلیل القدر صوفیون مین شمار ہے اور جنکے حالات اور مناقبت مولانا عبد الرحمٰن جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس مین مفصل تحریر فرمائے ہین۔ وہ بھی علماء ظواہر کے فتوے سے جلاوطن ہوئے اور دمشق سے نکالے گئے۔

(۱۰) تلبیس ابلیس مین علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حضرت احمد ابن ابی الحواری علیہ الرحمۃ

کا یہ جرم تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ کا مرتبہ انتہا سے بھی بڑھا ہوا ہے - اس پر علما نے مخالفت کی اور آپ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا اور مکہ معظمہ مین پناہ لی۔

(۱۱) تاریخ ابن اثیر جلد ۷ مین ہے کہ حضرت حارث محاسبی نے جو حضرت جنیدرح کے اُستاد تھے علم کلام اور صفات باری تعالیٰ جل جلالہٗ پر تقریر کی تھی - اِس جرم پر سب نے مخالفت کی - حتیٰ کہ آپ کے جنازہ کی نماز مین صرف چار آدمی تھے۔

(۱۲) طبقات الکبریٰ مین ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عالمون نے کافر اور زندیق ہونے کا فتوےٰ دیا - اور مصر سے بیڑیان اور ہتکڑیان ڈال کر نہایت بے حرمتی کے ساتھ بغداد بھیجے گئے - مگر جب خلیفہ نے آپ سے گفتگو کی تو متعجب ہو کر بولا کہ اگر یہ شخص کافر اور لا مذہب ہے تو روئے زمین پر کوئی مسلمان نہین ہے - پھر ایک مرتبہ اخمیم کے علما حضرت ذوالنون کی مخالفت مین مصر جانے کے لیے کشتی پر سوار ہوے کہ سلطان کے حضور مین اُنکے کفر پر گواہی دین - لوگون نے اِس واقعہ کی حضرت ذوالنون کو خبر دی - آپ نے کہا کہ خدایا اگر یہ لوگ جھوٹے ہین تو انکو دریا مین غرق کردے - چنانچہ سب کے سامنے وہ کشتی اُلٹ گئی اور سب ڈوب گئے حتےٰ کہ کشتیبان بھی نہ بچا - تب حضرت ذوالنون سے کہا گیا کہ بھلا کشتیبان کا کیا قصور تھا - آپ نے فرمایا کہ بدکارون کو سوار کیا تھا۔

(۱۳) حضرت سمنون محب علیہ الرحمۃ اور اُنکے رفقا پر بھی سخت مصیبت آئی اور حرام کاری کی تہمت لگائی گئی۔ (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۱۴) حسین بن حلاج (منصور) کی سرگذشت محتاج بیان نہین علماءِ ظواہر کا اُن کے کفر و قتل پر فتوےٰ دینا - اور اُنکا صبر و استقلال کے ساتھ جان بحق تسلیم ہونا مشہور ہے ابن خلکان کا قول ہے کہ قتل منصور کسی ایسے امر کی وجہ سے نہین ہوا جو قتل کا موجب ہو وزیر نے یہ کارروائی اُس وقت کی جب منصور کئی بار مجلس مین لائے گئے اور اُنسے

کوئی بات خلاف شریعت نہ ظاہر ہوئی۔ تب وزیر نے اسکے کوشش کی کہ منصور کی تصنیفات مین کوئی بات قابل گرفت تلاش کی جائے۔ اسپر لوگون نے کہا کہ انکی ایک کتاب مین لکھا ہے کہ جب انسان حج کرنے سے مجبور ہو تو اِنکے گھر کے ایک دریچہ کو صاف کرکے اُسکا طواف کرے۔ اسپر قاضی نے منصور سے پوچھا کہ یہ کتاب تمھاری تصنیف ہے۔ اُنھون نے اقرار کیا۔ پھر پوچھا کہ یہ مضامین کس سے حاصل کیے۔ اُنھون نے کہا کہ حضرت حسن بصری سے۔ مگر منصور کو اُس دغا کی خبر نہ تھی جو لوگون نے انکے واسطے کی تھی۔ بہرحال قاضی نے کہا کہ اے خون ریختہ حسن بصری کی کتابون مین تو یہ مضامین نہین ہین۔ وزیر نے لفظ خون ریختہ کو پکڑ لیا۔ اور قاضی سے کہا کہ اسکی تکفیر کی نسبت یہ تمھارے حکم کی فرع ہے اب اُسکی تکفیر کا حکم لکھو۔ قاضی نے تامل کیا مگر وزیر کے مجبور کرنے سے تکفیر کا فتوے لکھدیا۔ جب عوام نے یورش کی تو وزیر نے خلیفہ سے اس معاملہ کا ذکر کیا۔ خلیفہ نے حلاج کو بُلاکر ہزار کوڑے لگوائے۔ جب آپ نے اُف بھی نہ کی تو آپ کے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن قلم کیے گئے اور سولی دیکر آپکی لاش جلائی گئی۔ اِسیکا اشارہ حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے اپنے اس شعر مین کیا ہے۔

چون قلم در دست غدارے بود		لاجرم منصور بر دارے بود

(۱۵) سراج السالکین تاج الاولیا حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کو جو سید الطائفہ اور تمام صوفیہ کرام کے مرجع اور ہادی ہین علماء ظواہر کے ہاتھون بارہا یہ واقع پیش آیا کہ آپ کافر اور زندیق قرار دیے گئے۔ اور ماخوذ ہوے۔ اور علما نے گواہیان دین کہ ہمارے سامنے انھون نے کفر اور بیدینی کے کلمات کہے تھے۔ اور خلاف شریعت خیال ظاہر کیا تھا۔ (دیکھو تلبیس ابلیس ابن جوزی)

(۱۶) طبقات الکبریٰ مین ابو بکر تلمسانی کا بیان ہے کہ ابو دانیال جو نہایت سربرآوردہ شخص تھا وہ حضرت جنیدؒ اور حضرت رویمؒ اور حضرت سمنونؒ اور ابن عطاؒ اور تمام مشائخ

عراق کو الزام دیتا تھا - اور اگر کسی کو اُنکا مداح یا معتقد پاتا تھا تو غضبناک اور برہم ہوتا تھا -

(۱۷) تلبیس ابلیس مین علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن احمد باہلی ملقب بہ غلام خلیل نے خلیفہ معتضد باللہ کے دربار مین صوفیون کی شکایت کی کہ یہ لوگ زندیق اور بدعتی ہین اور خلیفہ کا یہ فرض ہے کہ اسلام کو اِنکے فتنہ سے بچائے - اور یہ غلام خلیل وہ عالم ہے کہ علامہ ابن ندیم نے اپنی کتاب الفہرست مین لکھا ہے کہ کتاب الدعا اور کتاب الانقطاع الی اللہ اور کتاب الصلوٰۃ اور کتاب المواعظ اِسکی تصنیفات سے ہین -

(۱۸) محمد بن الفضیل بلخی علیہ الرحمۃ کو اس جرم پر جلاوطن ہونے کا حکم ہوا کہ اُنکا مذہب اہل حدیث کا مذہب تھا - آپ نے فرمایا کہ مین جب تک نہ نکلون گا کہ تم میرے گلے مین رسّی ڈال کر شہر کے بازارون مین یہ کہتے ہوے نہ لیجاؤ گے کہ یہ بدعتی ہے - چنانچہ جب آپکے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا اور شہر سے نکال دیا اُسوقت آپ نے اُن لوگون سے مخاطب ہوکر یہ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمھارے دلون سے اپنی معرفت نکال لی - اور ایسا ہی ہوا کہ پھر بلخ مین کوئی صوفی نہ ہوا - حالانکہ قبل اِسی کے سب شہرون سے زیادہ بلخ مین صوفی پیدا ہوتے تھے - (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۱۹) شیخ عبد اللہ ابن حمزہ سے بھی زمانہ منحرف ہوگیا -

(۲۰) حکیم ترمذی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب کتاب علل الشرعیہ اور کتاب ختم الاولیا تصنیف کی تو لوگ بگڑ گئے اور بلخ سے نکال دیا - (طبقات الکبریٰ)

(۲۱) ملک کے زاہدون نے یوسف بن الحسین سے دشمنی کی -

(۲۲) ابو الحسن بوشنجی نیشاپور سے نکالے گئے - (طبقات الکبریٰ)

(۲۳) ابو عثمان مغربی علیہ الرحمۃ کو باوجود اُنکے ریاضات اور مجاہدات اور علمی کمالات کے مکہ معظمہ سے نکالا گیا - (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۲۴) تاج الدین سُبکی علیہ الرحمۃ محدث و صوفی کے کفر پر چند مرتبہ گواہیان گذرین

حالانکہ وہ عابد اور متبع سنت تھے ۔ (تلبیس ابلیس)

(۲۵) ابوبکر نابلسی علیہ الرحمۃ پر کیا کیا الزام لگائے گئے۔ حالانکہ اُنمین علم وفضل و زہد واستقامت طریقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سرداری موجود تھی ۔ مگر لوگ بیڑیان ڈال کر آپ کو مصر مین لائے اور سلطان کے حضور مین آپ کے خلاف شہادت دی ۔ آخر اُنکی زندہ ہی کھال کھینچی گئی ۔ مگر جسوقت کھال کھینچی جاتی تھی تو آپ کا سر نیچے اور پاؤن اوپر تھے اور آپ قرآن پڑھتے تھے اِس سبب سے قریب تھا کہ لوگون مین شورش پیدا ہوجائے فوراً سلطان نے حکم دیا کہ پہلے انکو قتل کرو پھر کھال کھینچو (دیکھو طبقات الکبری)

(۲۶) ابو القاسم نصر آبادی باوجود نکوکاری ۔ زہد اور پرہیزگاری کے بصرہ سے نکالے گئے جو متبع سنت تھے ۔ (طبقات الکبری)

(۲۷) ابو الحسن حضری علیہ الرحمۃ کے کفر پر گواہیان پیش ہوئین ۔ (طبقات الکبری)

(۲۸) ابن سمنون علیہ الرحمۃ کی شان مین یہان تک کہا گیا کہ باوجود آپ کے علم اور پرہیزگاری کے لوگ آپ کے جنازہ پر نہین آئے ۔ (تلبیس ابلیس)

(۲۹) آشنائی بحر حقیقت حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمۃ بھی علامہ ابن جوزی کی طعن ملامت سے نہین بچے ۔ اور اپنے علماء ہمعصر کے باعث زنجیرون مین باندھے گئے ۔ اور کفر کا فتوےٰ دیا گیا ۔ اور لوگون نے راہ چلتے پتھر مارے جس سے آپ کے پاؤن ایسے زخمی ہوگئے کہ چلتے تو زمین پر خون کے چھاپے بن جاتے ۔ اور کتاب تذکرۃ الاولیا مین ہے کہ اکثر لوگ آپ کے قتل پر آمادہ ہوے ۔

(۳۰) علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب تلبیس ابلیس مین حضرات صوفیہ کرام پر اس قدر اعتراض کئے ہین کہ محبوب سبحانی عاشق ربانی غوث الثقلین حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُنکے قلم سے نہین بچے ۔ اور آپکی شان اقدس مین وہ الفاظ لکھے ہین اور ایسی بے ادبی سے آپکا ذکر کیا ہے جسکے اعادہ سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین ۔

(۳۱) حضرت شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ پر زندقہ اور الحاد اور محرمات کو حلال قرار دینے کی تہمت لگائی گئی۔ (طبقات الکبریٰ)

(۳۲) امام ابوالقاسم بن قسی پر کفر کا الزام لگایا گیا چنانچہ آپ علماء ہمعصر کی تجویز سے قتل ہوئے۔ (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۳۳) حضرت ابن برجان صوفی بھی قتل ہوئے۔

(۳۴) شیخ خولی علیہ الرحمۃ بھی کفر کے الزام مین قتل ہوئے۔

(۳۵) حضرت مرحابی علیہ الرحمۃ کے خلاف حاسدون نے گواہیان دین اور کافر قرار دیکر اُس برگزیدۂ خدا کو قتل کیا۔ (طبقات الکبریٰ)

(۳۶) حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ بھی طعن ملامت سے نہین بچے حتے کہ آپ کے جنازہ کی نماز پڑھنے مین لوگون کو عذر تھا۔

(۳۷) حضرت مولانا شمس تبریز علیہ الرحمۃ کو بھی جان بچانا دشوار ہوئی۔

(۳۸) حضرت جلال الدین رومی قدس سرہٗ سے بھی لوگ بدظن ہوئے آپ کا بڑا قصور یہ تھا کہ آپ مسلمانون کے کسی فرقہ کو بُرا نہین کہتے تھے۔ چنانچہ ایک عالم فقیہ نے اپنے شاگرد کو آپ کے پاس بھیجا کہ دریافت کرو۔ اگر آپ ہر فرقہ سے اتفاق ظاہر کرین تو آپکو گالیان دو۔ اُسنے حسب فہمائیش حاضر ہو کر آپ سے پوچھا۔ اور جب آپ نے مسلمانون کے کسی فرقہ سے اختلاف نہ کیا اور کسی کو بُرا نہ کہا تو اُسنے آپ کو علانیہ گالیان دین۔ آپنے کمال ایثار نفسی سے فرمایا کہ مجھے اِس سے بھی اتفاق ہے۔

(۳۹) علیٰ ہذا ہندوستان کے مشاہیر حضرات صوفیہ کی بھی یہی حالت ہوئی چنانچہ شہید سرمد دہلوی کا قصہ اسقدر مشہور ہے کہ جسکے اعادہ کی یہان ضرورت نہین۔ اور جس عالمانہ تقریر اور فاضلانہ تدبیر سے اُس بے گناہ کا خون بہایا گیا تاریخ کے صفحون سے اسکا نشان قیامت تک نہ مٹے گا۔

(۴۰) حضرت فریدالدین عطار بھی شہید ہوئے۔

(۴۱) حضرت محبوب الٰہی سید نظام الدین سلطان المشایخ کے طرز اور عادات پر نکتہ چینی کی گئی۔

(۴۲) حضرت مولانا شاہ عبدالقدوس گنگوہی کو بدعتی کا خطاب دیا گیا۔ حالانکہ آپ علاوہ کمالات باطنی کے علوم ظاہری مین بھی عبور رکھتے تھے۔

(۴۳) مناقب رزاقیہ مین ملا نظام الدین صاحب فرنگی محلی نے لکھا ہو کہ حضرت شاہ سید عبدالرزاق صاحب بانسوی قدس سرہٗ العزیز پر بھی لوگون نے نماز کے متعلق اعتراض کیا۔

(۴۴) جناب شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ پر معترضین نے رفض اور الحاد کا الزام لگایا۔

(۴۵) شاہ عبدالرحمٰن صاحب صوفی موحد لکھنوی کو حاسدون نے معاذاللہ زندیق کہا۔

(۴۶) شہید فی سبیل اللہ مولانا سید امیر علی صاحب جو مولانا شاہ عبدالرحمن صاحب کے خلیفہ اور نہایت زاہد اور پرہیزگار اور عالم باعمل تھے۔ مگر وہ بھی علماء ظواہر کے پنجہ سے نہ بچے۔ چنانچہ مفتی سعداللہ صاحب نے اِس بے گناہ کے قتل کا فتویٰ دیکر عشرہ محرم مین آپکا سر ہنومان گڈھی سے نیزہ پر چڑھا کر لکھنؤ مین لانا چاہا تھا۔

اگر یہ خیال کیا جائے کہ حضرات صوفیہ جوش عشق اور بادہ توحید مین مسرور رہتے ہین اور انکے بعض عادات اور ارشادات پر علماء ظواہر معترض بھی ہین۔ اِس لیے مخالف شریعت سمجھ کر انکو مرتد ملحد کافر اور لامذہب کہتے ہونگے۔ تو ہم ناظرین کے اطمینان کیواسطے اب اُس گروہ صوفیہ کے چند مقتدر حضرات کے اسماء گرامی نگارش کرتے ہین جنکا مدار شریعت ظاہری پر ہے۔ اور اتباع سُنّت کے خلاف وہ قدم بھی نہین رکھتے۔ اور علاوہ جذبات روحانیت اور حقانیت کے اُنکو علوم ظاہری مین بھی کمال تھا۔

اور اُنکے عجز اور تقدس کا علماء ظواہر کو بھی اعتراف ہے۔ مگر اُنکے علماء معاصرین نے اُنکو بھی نہین چھوڑا اور کافر اور زندیق کا خطاب مرحمت فرمایا۔

(۴۷) چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جو آج حضرات نقشبندیہ کے پیران عظام مین ہین۔ اور آپ کے فیوضات سے یہ خاندان مستفیض ہے اور آپ کے ہدایات اور ارشادات مطابق شریعت وسنت ہوا کرتے تھے۔ مگر وہ بھی کافر قرار دیے گئے۔ اور علما ہی کے فتوے سے اُس برگزیدۂ خدا کی ریش مبارک نُوچی گئی۔ اور گوالیار کے قلعہ مین قید ہوے۔

(۴۸) مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جو درحقیقت اسم بامسمے تھے اور جنکا ہندوستان کے مشاہیر علما مین شمار ہے۔ اور آپ کا طریقہ بھی نقشبندیہ تھا مگر افسوس آنپر بھی بدعت اور گمراہی کا الزام لگایا گیا۔

(۴۹) حضرت مرزا جان جانان علیہ الرحمۃ جو نقشبند اور عالم متبحر تھے۔ مگر وہ بھی مسلمانون کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

اب یہ شبہہ بھی جاتا رہا اور صاف اور بخوبی ظاہر ہوگیا کہ وہ حضرات صوفیہ بھی جنکا متبع شریعت اور سنت ہونا معتبر اور مستند طریقہ سے ثابت ہے وہ بھی علماء ظواہر کے فتوے سے الحاد و ارتداد کے سزادار ہوے۔

الغرض طبقہ اسلام مین نظر غائر سے دیکھا جائے تو کوئی عہد اور کوئی قرن ایسا نہ ملیگا جسمین حضرات صوفیہ کرام کے خلاف علمائے عظام نے اپنی زبان یا اپنے قلم سے کوئی کارروائی نہ کی ہو۔ اور خواہ صوفی کسی طبقہ اور کسی مشرب کا کیون نہ ہو مگر جب اُسکے نام کے ساتھ لفظ صوفی ضم ہوا تو انکو ضرور ناگوار ہوا۔ اور غضبناک ہوکر یہ قد کفر قد کفر فرمانے لگے۔ ہمنے تمثیلاً یہ چند نام حضرات صوفیہ کرام کے یہان درج کیے ہین۔ ورنہ اس تیرہ سو برس کے اندر جاہ طلب علما کے کارنامے اور اُن حضرات کے

نام نامی جنپر الحاد اور کفر کا الزام لگایا گیا ہے اگر تفصیل کے ساتھ لکھے جائین تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔

ہمنے جسقدر نام حضرات صوفیہ کے اوپر تحریر کئے ہین یہ معمولی درویش بھی نہین ہین بلکہ یہ اُن اہل اللہ کے اسمار گرامی ہین جنکے برکات اور فیوضات سے زمانہ متفیض ہے جنکے زہد اور عبادت۔ بزرگی اور حقانیت کا سب کو اعتراف ہے۔ اپنے اپنے عہد مین یہ پیشوای خلق اور رہنمای عالم ہوے ہین۔ اور بڑے بڑے ممتاز مشائخین اور مشہور بزرگان دین اِنکے حلقہ بگوش ہین۔ اور علاوہ اِس یافت اور دید کے یہ حضرات علوم ظاہری مین بھی کمال رکھتے تھے۔ ہزارون کتابین انکی تصنیفات سے ایسی ہین جنکا پڑھنا اور مضامین ومطالب کا سمجھنا بھی ہمارے زمانہ کے علما کو دشوار ہے بلکہ تابعین اور تبع تابعین کے نام بھی اِس سلسلہ مین درج ہین۔ حتے کہ اصحاب اجلہ اور آل رسول اللہ کے نام بھی اِس مختصر فہرست مین موجود ہین جنکی شان اور بزرگی۔ علم وفضل۔ تبحر اور تقدس کا شاید کسی کو انکار نہ ہوگا۔ مگر ہمارے علماء ظواہر اُنسے بھی ناخوش رہے۔ اب بظاہر ان مقبولان بارگاہ احدیت اور محبوبان حضرت صمدیت کا اور کوئی قصور تو معلوم نہین ہوتا بجز اِسکے کہ یہ برگزیدۂ خدا طریقت کے پیشوا اور صوفی کے پاک لقب سے مشہور ہوے تھے اور شاید اسی جرم پر انکے معاصرین علماء ظواہر نے انکو طرح طرح کی تکلیفین بھی دین۔ زندان مین قید بھی کیا۔ انواع انواع قسم کے تشدد بھی کیے۔ پتھر بھی مارے۔ بے حرمتی بھی کی۔ جلاء وطن بھی کیا۔ الحاد اور ارتداد کے الزام بھی لگائے۔ تکفیر کا فتواے دیکر اُنکی کھال بھی کھینچی۔ اُنکو قتل بھی کیا اُنکی لاش کو بھی جلایا۔

مگر مجبوری یہ ہے کہ علما کی اِس ناخوشی کا علاج نہین۔ جو شخص خدای عز وجل کی حقانیت کو سمجھے گا۔ توحید حضرت احدیت کی دل سے تصدیق کرے گا۔ خدا کی

محبت مین ہمہ تن مصروف ہوگا - اُسکی لوگ عظمت بھی کرین گے - اور صوفی اور پیشوای طریقت بھی کہین گے - اور یہ خلق کی سرداری اُسکو خدا کی طرف سے ملتی ہے جس کو کسی کا حسد اور تعصب مٹا بھی نہین سکتا۔

لیکن اس سے بھی زیادہ حیرت اور تعجب کی بات یہ ہے کہ علمار ظواہر کی یہ بدسلوکی کاش حضرات صوفیہ کرام ہی کی ذات تک محدود رہتی اور اس عداوت کا جو کچھ نتیجہ ہوتا وہ انھین مظلومون کی جان پر گذر جاتا تو بھی غنیمت تھا - مگر افسوس ایسا بھی نہ ہوا - کیونکہ تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی نفسانیت کا دائرہ بہت وسیع ہے - اور نمود و شہرت کے شوق اور جاہ پرستی کی ہوس نے انکے انصاف کی آنکھون پر ایسا سنگین حجاب ڈالا ہے کہ یہ اپنی ہی فوج کو مارنے لگے - اور جن کے خرمن تحقیق کے یہ خود خوشہ چین ہین - اور جنکی تصنیف کردہ کتابون کے پڑھنے سے یہ قاضی اور مفتی کہلاتے ہین اُنھین پر ہاتھ صاف کیا - اور بڑے بڑے بزرگ اور متبحر علمار متقدمین اور متاخرین کی بھی تکفیر کا فتوے لکھدیا - اب اُن عالمون کی پاک روحین اگر اپنے اِن شاگردون کی نسبت زبان حال سے یہ کہین تو بیجا نہ ہوگا -

کس نہ آموخت علم تیر از من که مرا عاقبت نشانہ نکرد

لہٰذا اب ہم اون علمار معتبرین کے نام نامی لکھتے ہین کہ جنھون نے اسلام کا دفتر درست اور مرتب کیا - کلام الٰہی کی تفسیرین لکھین - احادیث نبوی کے جمع کرنے مین کوشش کی - قانون فقہ مرتب فرمایا - اور بعض نے محدث بعض نے حجت الاسلام کا لقب پایا - اور اپنے اپنے عہد مین اسلام کی حمایت اور ایسی ہمدردی کی کہ لوگ اُنکے گرویدہ رہے - اور آج بھی اُنکا نام عظمت کے ساتھ لیا جاتا ہے - مگر اُنکے معاصرین نے اُنکو بھی نہین چھوڑا اور اُنکو بھی تکفیر کا خطاب مرحمت فرمایا - جسکے دیکھنے سے حضرات صوفیہ کے طرفدارون کو کسی قدر

ضرور صبر آئے گا اور سمجھین گے کہ اِس تکفیر کی بارش کچھ ہمارے ہی پیشواؤن پر نہین ہوئی ہے بلکہ اِن عالمون کے اُستاد بھی اِنکے قد کفر قد کفر کے حملہ سے نہین بچے۔

(۵۰) چنانچہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت علیہ الرحمۃ جنکو مسلمانون کا بڑا گروہ امام اعظم کہتا ہے۔ اور جنکی تقلید کو لازم جانتا ہے۔ اُس متبحر عالم اور مسلمانون کے محسن۔ اور ابرار شخص کی نسبت لوگون نے ایسی ایسی باتین کہین جنکا نقل کرنا بے ادبی ہے۔ بعضون نے آپ کو جاہل ٹھیرایا۔ بعض نے بدعتی بنایا۔ بعض نے کفر کی نسبت کی۔

(۵۱) امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی علیہ الرحمۃ ایسے پاک اور مقدس امام کو حاسدون نے اضر من ابلیس کا خطاب دیا۔ اور اُنکے مرنے کی دعائین مانگین اور علماء عراق و مصر نے اُن پر یہانتک اتہام لگائے کہ یمن سے دار السلام تک ایسی بے حرمتی سے قید کر کے بھیجے گئے کہ ہزارون آدمی ملامت کرتے اور گالیان دیتے جاتے تھے۔ اور آپ اُنکے حلقہ مین سر جھکائے ہوئے تھے (طبقات الکبری)

(۵۲) امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ پچیس ۲۵ سال تک جمعہ اور جماعت کے لیے باہر نہ نکلے۔ اور ایسی ذلت سے قید کیے گئے کہ جسکے سُننے سے بدن مین رعشہ ہوتا ہے۔ اور اِس بے دردی سے آپکی مشکین باندھی گئین کہ ہاتھ بازو سے اُکھڑ گیا پھر اونٹ پر سوار کیے گئے اور کہا گیا کہ اُس مسئلہ کی صحت کا اقرار کرین۔ جسے وہ دبسے غلط جانتے تھے۔ آخر امام نے اونٹ پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جو مجھکو جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہ جانتا ہو وہ جانے کہ مین مالک بن انس ہون اور صاف کہتا ہون کہ طلاق المکرہ لیس لبشئ اسپر ستر کوڑے مارے گئے اور قید رکھے گئے۔ (طبقات الکبری)

(۵۳) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کی مصیبت سنو کر اٹھائیس ۲۸ مہینے تک وہ قید رہے۔ اور بھاری بھاری زنجیرین اُنکے پاؤن مین ڈالی گئین۔ اور مجلس مین بُلائے جاتے تھے اور لوگ اُنکو طمانچہ مارتے تھے۔ اور مُنھ پر تھوکتے تھے۔ اور شام کو

قید خانہ سے نکالے جاتے اور کوڑون کی مار اُن پر پڑتی - اور مارنے کے بعد اُنکے سُرین سے گوشت کی بوٹیان اور چمڑہ نوچا جاتا - ابن داؤد جو خلیفہ کی طرف سے مناظرہ کرتا تھا وہ امام موصوف کو گمراہ اور بدعتی کہتا تھا - چنانچہ عرصہ تک مخالفین مناظرہ کرتے رہے یہانتک کہ خلیفہ گھبرا گیا - اُسوقت ابن داؤد نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ انکو قتل کیجئے اِنکا خون ہماری گردن پر ہے - اِس پر خلیفہ نے اسقدر طمانچے مارے کہ آپ کو غش آگیا - (طبقات الکبری)

(۵۴) امام محمد بن اسمٰعیل بخاری جنھون نے احادیث رسول اللہ کے جمع کرنے مین اپنی زندگی کو وقت کردیا - اور جنکو آج تک سب عزت کی نظر سے دیکھتے ہین - وہ پاک امام خارج البلد کیا گیا - (طبقات الکبری)

(۵۵) امام نسائی محدث مسجد مین شہید کئے گئے -

(۵۶) علامۂ عبد الکریم شہرستانی جو علامہ ابو القاسم کے شاگرد اور محدث سمعانی کے فن حدیث مین اُستاد تھے - انکے ہمعصر علما نے انپر الحاد کا گمان کیا - (دیکھو طبقات الکبری)

(۵۷) ابن خازج باین بتحروا امامت زندیق قرار دیے گئے (طبقات الکبری)

(۵۸) شیخ ابومدینؒ مغربی بجرم زندقہ جلاوطن کیے گئے - (طبقات الکبری)

(۵۹) شیخ عزیز الدینؒ بن عبد السلام بھی کفر کے الزام سے نہ بچے - (طبقات الکبری)

(۶۰) شیخ الاسلام تقی الدینؒ سے لوگون نے حسد کیا - (طبقات الکبری)

(۶۱) حضرت فخر الدین عراقی بھی بدکار مشہور ہوئے - (طبقات الکبری)

(۶۲) سید عمرؒ بن الفارض کی نسبت بھی لوگون نے انکار کیا (طبقات الکبری)

(۶۳) ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمۃ کو مع اُنکے رفقا کے ملک مغرب سے نکالا - اور اسکندریہ لکھ بھیجا کہ عنقریب وہان ایک مغربی زندیق پہونچے گا جسکو ہمنے نکالدیا ہے اُسکے ملنے سے پرہیز کرنا چاہیے - چنانچہ جب امام موصوف اسکندریہ پہونچے تو دیکھا

کہ وہان کے لوگ انکو گالیان دیتے ہین۔ (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۶۴) شیخ ابوالحسن اشعری جو طبقہ اہل سنت کے مشہور امام اور معتبر عالم ہین مگر انکو بھی الحاد کا الزام لگایا اور کافر کہا۔ (طبقات الکبریٰ)

(۶۵) حضرت ابونعیم اصفہانی مصنف کتاب حلیہ اور طبقات کو اہالیان صفہان نے خارج البلد کیا۔ (طبقات الکبریٰ)

(۶۶) شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ جنکو امام الموحدین اور کبریت احمر اور اکسیر اعظم اور شیخ الطائفہ کہتے ہین۔ مگر ایسے جلیل القدر اور ممتاز عالم کی تکفیر کا فتویٰ عالمون نے لکھ دیا۔ چنانچہ مولانا عبدالرحمٰن جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس مین ابن عربی کی نسبت لکھا ہے کہ "وی قدوہ قائلان وحدت وجود است و بسیارے از فقہا و علمار ظاہر در وی طعن کردہ اند" اور اسکے بعد آپ لکھتے ہین کہ شیخ رکن الدین علار الدولہ نے ابن عربی کی نسبت فتوحات مکیہ کے حاشیہ پر لکھ دیا ہے کہ "تخطیہ بلکہ تکفیر کردہ است" اور اِس مقتدر عالم کے واسطے فقط تکفیر ہی کا فتوے نہین ہوا بلکہ حضرات علمانے یہ فتوا دیا ہے کہ "کفرہ اشد من کفر الیہود والنصارے" یعنی اُسکا کفر یہود اور نصاریٰ کے کفر سے بڑھ کر ہے۔ اور اسپر بھی مفتی صاحبان کو صبر نہ آیا تو اُنکے تمام گروہ پر تکفیر کا فتوا جاری فرمایا۔ چنانچہ ابن مقری فقیہ نے دینداری کے جوش مین یہ فتوے دیا "من شك فی کفر طائفۃ ابن عربی فھو کافر" اور جب اِسپر بھی اُنکے دلون کی آگ نہ ٹھنڈی ہوئی تو اُنکے کفر مین شک کرنے والون پر بھی کفر کا فتوے دیدیا اور صاف لکھ دیا کہ "من لم یکفر الطائفۃ ابن عربی کان لم یکفر الیھود والنصاری ومن شك فی کفرہ ومن ھو مثلہ فھو کافر ومن شك فی کفر من شك فی کفرہ فھو کافر" بعض نے ہر روز دس مرتبہ اُنپر لعنت کرنے کو اپنا وظیفہ ٹھہرایا۔ ایک گروہ نے اُنکے مزار مبارک کو مزبلہ بول و براز بنایا۔

(۶۷) حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ پر بغداد کے عالمون نے رفض کا فتویٰ دیا۔

(۶۸) امام محمد ابو حامد الغزالی علیہ الرحمۃ کا حال سب جانتے ہین کہ آج تک اُنکا لقب حجۃ الاسلام ہے۔ مگر یہ حضرت بھی اپنے زمانہ مین کافر ٹھیرائے گئے۔ امام یافعی رحؒ نے کتاب ارشاد مین لکھا ہے کہ ابن رشد جو متبحر عالم تھا اور قاضی عیاض اور دیگر علماء معاصرین نے آپکی تکفیر کا فتوےٰ دیا۔ اور آپکی کتاب احیاء العلوم کو جلا دیا۔ جب امام غزالی کو یہ خبر پہونچی تو آپ نے قاضی کے لیے بد دعا کی۔ چنانچہ اُسی روز وہ مرگ مفاجات سے حمام مین مر گئے۔ اور بعض کہتے ہین کہ خلیفہ مہدی نے قاضی صاحب کے قتل کا حکم دیا۔ مگر بعد اسکے جلیل القدر علما حضرت امام غزالی کے قائل ہوے۔ اور احیاء العلوم کو آب زر سے لکھوایا۔ (طبقات الکبریٰ)

(۶۹) اِس آخر زمانہ مین شمس العلما مولانا شبلی نعمانی جو مسلمانون کے سچے ہمدرد تھے۔ اور جنکی سعی اور کوشش نے ندوہ کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور اُسکی مالی آمدنی مین نمایان ترقی ہوئی۔ دار العلوم تعمیر کرایا۔ مسلمان بچون کی مذہبی تعلیم کے واسطے اِس پیرانہ سالی مین سرگردانی کی تکلیفین برداشت کین۔ اِسکے صلہ مین علما نے اُنکو بھی تکفیر کا خطاب مرحمت فرمایا۔

(۷۰) اِسکے بعد مولانا محمد عبد الباری صاحب لکھنوی فرنگی محلی جنکی صورت مسلمانون کی ہے۔ لباس مسلمانون کا ہے۔ عادات مسلمانون کے ہین۔ اور علاوہ علم و فضل کے بہ کمال احتیاط شریعت اور سنت کے پابند بھی ہین۔ مگر اُنکی بھی تکفیر کا فتوےٰ محض اِس جرم پر ہوا کہ آپ انجمن خدام کعبہ کے ممتاز ممبر ہین۔

غرض اِس مختصر فہرست کے دیکھنے سے اِسکا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ ہر عہد اور ہر قرن مین علماء ظواہر کے ہاتھون سے اُس شخص کو ضرور صدمہ پہونچا ہے جو اپنی قوم مین ممتاز ہوا۔ اور جسکی عظمت اور بزرگی کی غیر معمولی شہرت ہوئی ہے اسمین

نہ طبقۂ علما کی قید ہے۔ نہ حضرات صوفیہ کرام کی خصوصیت ہے جس عالم نے اپنے معاصرین کے خیالات سے بڑھکر کوئی بات زبان سے نکالی وہ ضرور مجنون یا مرتد یا ملحد یا کافر سمجھا گیا۔ اور جس صوفی نے تصوف کے معنوی لطائف اور نکات بیان کئے اور اُسکے حقانیت کا زمانہ معترف ہوا بس علماے ظواہر کو ضبط کا یارا نہ رہا۔ چاہے وہ کیسا ہی مقدس اور ابرار اور برگزیدۂ خدا کیون نہو مگر قدکفر قدکفر کہنے لگے۔

ایک زمانہ مین تو حضرات فقہا نے تکفیر کی یہ کثرت کردی تھی کہ معمولی معمولی باتون پر کفر کا فتوے دیدیا۔ اور ادنے ادنے فروعی مسائل کی مخالفت پر مسلمانون کو قتل کرایا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے یوسف بن خالد نے وتر کا مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ واجب ہے۔ بس یوسف بن خالد فقیہ نے اُسکے جواب مین کہا کہ کفرت یا ابا حنیفۃ اِسیطرح صدہا مسلمان ہاتھ کھولکر نماز پڑھنے پر کافر ٹھہرے۔ ہزارون گردن اور کان کا مسح نہ کرنے پر مارے گئے۔ خلق قرآن کے مسئلہ نے مسلمانون کے خون کی ندیان بہادین۔ خلافت اور امامت کی بحث مین شہر ویران ہوگئے۔ اور آج بھی وہی کیفیت ہے کہ بے سروپا الزام لگا کر فقیرون کے ایک فرقہ احرام پوش کو کافر کہدیا۔

مگر جنکو خدا نے عقل و انصاف کا مادہ دیا ہے۔ اور جو کفر اور ایمان کی حقیقت کو جانتے ہین۔ اور حق و باطل کی تمیز کرسکتے ہین وہ ایسے مفتیون کی ذرہ برابر بھی وقعت نہین کرتے جو فقہ کی دس پانچ کتابین پڑھنے اور ازالۂ نجاست وغیرہ کے مسائل جان لینے کے بعد مسلمانون کو کافر کہنے لگتے ہین۔ اور انکے دیے ہوے کفر کے فتوی سمجھدارون کے دلون پر کیا اثر کرسکتے ہین۔ کیونکہ مفتی صاحب کا سیاہ کیا ہوا کاغذ خدا کا نوشتہ تو ہے نہین غائت مافی الباب یہ ایک عالم یا چند عالمون کی راے ہے۔ پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ کسی شخص کے کہدینے سے کوئی مسلمان کافر ہوجائیگا

اور اُنکے فتوے پر خدا اُسکو دوزخ مین بھیجدیگا۔

اِس فہرست کے دیکھنے سے۔ اور اِس کفر و الحاد کی بحث سے ایک خراب اور نہایت قبیح نتیجہ اور بھی نکلتا ہے جو اسلام کی شان و شوکت اور خاص خصوصیت کو بالکل مٹائے دیتا ہے۔ وہ یہ کہ مسلمانون کا یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے بانیٔ اسلام نے تیئیس ۲۳ سال کی اپنی مسلسل کوشش اور جانفشانی سے ہمکو توحید کا سبق پڑھایا۔ تابعین اور تبع تابعین کی ہمت اور سچائی نے مغرب سے مشرق تک وحدہٗ لاشریک لہٗ کا ڈنکا بجایا۔ اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ قیامت تک توحید اور سچائی کے ساتھ اسلام قائم رہے گا۔ مگر کفر و الحاد کے یہ فتوے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کے یہ دعوی نقش بر آب سے زیادہ وقعت نہین رکھتے کیونکہ اول تو حضرات صوفیہ کرام کا یہ مقدس گروہ جسمین ہر ایک پیشوائے خلق اور رہنمائے خاص و عام ہے اور جنکو اسلام کی روح اور جان کہنا چاہیے۔ اور جنکے ایمان اور ایقان مین شک کرنا گویا روز روشن مین وجود آفتاب سے انکار کرنا ہے۔ اور دوسرا علمائے عظام کا فرقہ ہے جسمین کوئی امام کوئی حجت الاسلام کے لقب سے مشہور ہے لیکن جب یہ ارکین اسلام اپنے معاصرین علما کے فتوے سے کافر قرار پائے۔ اور علما نے محققانہ حیثیت سے فرداً فرداً اور نام بنام اِن پر تکفیر کا فتوے دیا تو پھر اسلام مین باقی کیا رہ گیا۔ یہی لوگ ملحد اور کافر تھے تو کیا موحد اور ایماندار عوام الناس تھے۔

بلکہ نظر غائر سے دیکھا جائے تو حضرات علما کے انھین فتوون سے جو اوپر مذکور ہوے ہین عوام الناس بھی نہ ایماندار کبھی تھے نہ ہین اور یقین ہے کہ نہ کبھی آیندہ ہونگے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ابتدائے زمانہ اسلام سے اور آج تک جسقدر پیدا ہوے اِسمین امیر ہون یا غریب۔ پڑھے لکھے ہون یا جاہل۔ اعلیٰ خاندان سے ہون یا ادنیٰ خاندان سے۔ صاحب شریعت ہون یا متبع طریقت۔ مغرب مین پیدا ہوے ہون

یا مشرق مین انھین اکابرین صوفیہ کرام اور ائمۂ اسلام کی طرح جو کافر اور زندیق قرار پا چکے ہین بقول علمائی ظواہر سب کافر اور زندیق ہین - کیونکہ مفتی عزیز الرحمن صاحب نے اپنے اس فتوے مین بھی جو احرام پوش فرقہ کی تکفیر پر دیا ہے اجمالاً یہ لکھدیا ہے کہ جسکی تکفیر کا فتوے ہمنے دیا ہے اُسکے ساتھ" ارتباط - اختلاط محبت وودادقطعاً حرام و ناجائز ہے" لیکن مفتی صاحب کے اسلاف نے اسکو بہت واضح اور صاف صاف لفظون مین لکھا ہے کہ جس مسلمان پر ہمنے کفر کا فتوے دیا ہے اُسکے ساتھ اُسکا تمام گروہ بھی کافر ہے - اور جو اُس مسلمان کے کفر مین شک کرے وہ بھی کافر ہے - سبحان اللہ کسقدر وسیع اور جامع یہ حکم ہے - اور اس حکم سے مفتی صاحب کے اختیار اور اولوالعزمی کا پورا اظہار ہے کہ کفر کا فتوے صرف اُسی شخص پر نہین دیا جو اُنکے خیال مین کفر کا سزاوار تھا بلکہ دونون ہاتھون سے تکفیر لٹائی گئی ہے - اور بیدھڑک ہر ایک مسلمان کو شریک کر لیا ہے کہ کسی طبقہ اور کسی حیثیت کا مسلمان کیون نہ ہو - اور چاہے کسی زمانہ مین وہ پیدا ہو مگر جب ہمارے دیے ہوئے فتوے پر ذرا بھی شک کرے گا یا ہمارے بنائے ہوئے کافر کے گروہ مین شریک ہوگا تو بغیر تفتیش اور بلا عذر وہ کفر سے مستثنیٰ نہین ہو سکتا ہے - اسکا نام اختیار ہے کہ جنت اور دوزخ پر پورا قبضہ ہے - اور خدا کے اُن بندون پر بھی جو قیامت تک پیدا ہونگے مفتی صاحب نے اپنے ہی زمانہ مین اُنکا بھی فیصلہ کر دیا - اور جنتی اور جہنمی ہونے کا پروانہ لکھدیا - چنانچہ حضرت ابن عربی علیہ الرحمۃ کے مکفرنے اپنے فتوے مین یہ عبارت لکھی ہے مَنْ لَمْ یُکَفِّرِ الطَّائِفَۃَ ابْنَ عَرَبِیٍّ کَانَ کَمَنْ یُکَفِّرِ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی وَمَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَمَنْ هُوَ مِثْلُهٗ فَهُوَ کَافِرٌ وَمَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ فَهُوَ کَافِرٌ لہذا اس فتوے کے مطابق جسکو لائق مفتی نے بطور کلیہ کے لکھ دیا ہے اور اسی طرح اور اور بزرگون کے تکفیر پر جو فتوے ہوے ہین وہ بھی شرائط ہذا کے ساتھ مشروط ہین -

اب اگر تلاش کیا جائے تو اس تیرہ سو برس مین کرورہا مسلمان پیدا ہوئے جنکا شمار خدا ہی کو معلوم ہے مگر شاید مفتی صاحبان کی فرمایش کے مطابق تو ایک مسلمان اور ایماندار نہ ٹھہرے گا۔ کیونکہ کوئی مسلمان ایسا نہ ملیگا جو ان مقدس بزرگون سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور جنکو علما نے علانیہ زندیق اور کافر کہا ہے محبت اور وداد نہ رکھتا ہو۔ اور دل سے انکا تبع اور اِنکے گروہ مین شامل نہ ہو۔ اور معاذ اللہ ان کو کافر سمجھنا یا انکی تکفیر پر شک کرنا کیسا بلکہ اِنکو کافر اور زندیق کہنے والے کو جھوٹا اور کاذب نہ جانتا ہو۔

چنانچہ پہلے حضرات صوفیہ کرام کے مقدس گروہ کو دیکھیے کہ کس کس کو ان سے محبت ہے اور کون کون اِنکے گروہ مین شامل اور انکی پیروی اور انکی غلامی کو اپنا فخر جانتا ہے۔ اور اِنکو خدا کا محبوب اور مقبول کہتا ہے یا بقول مفتی صاحبان اِنکو کافر اور زندیق سمجھتا ہے۔

طبقۂ صوفیہ مین بہت بڑا اور قدیم ایک گروہ قادریہ کے لقب سے ممتاز ہے۔ جسکے پیران عظام مین حضرت جنیدؒ اور شبلیؒ ہین۔ اور جسکو خاص نسبت حضرت غوث الثقلین محی الدین عبد القادرؒ جیلانی سے ہے۔ اور کیسے کیسے مقتدر بزرگ اور مقدس حضرات اس سلسلہ مین پیدا ہوئے۔ اور ہر عہد اور ہر قرن مین اُنکے پاک ہاتھون پر خدا کے بندون نے بیعت کی۔ اور اُنکے حلقہ بگوش ہو کر اِنکو اپنا رہنما اور پیشوا بلکہ موجودہ تمام عالم سے بزرگ اور برگزیدہ جانا۔ اور ایسا کوئی گوشہ دنیا کا نہوگا جہان اس چشمۂ فیض کا سیلاب نہ آیا ہو اور سلسلۂ قادریہ کے ہزار ہا بزرگ اور بے شمار اُنکے ہم خیال نہ گذرے ہون۔ اور یہ فیض ابتدا سے تا ایندم جاری ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

علی ہذا گروہ نقشبندیہ کو دیکھیے جسکے مجدد حضرت شیخ احمدؒ سرہندی ہین جو گیارھوین

صدی مین پیدا ہوگئے یہ گروہ بھی قدیم ہے اور بڑے بڑے ابرار اور دیندار اس خاندان مین پیدا ہوئے جنکے بے شمار دست گرفتہ ہر زمانہ مین رہے اور آج بھی موجود ہین اور انشاء اللہ آیندہ بھی رہین گے۔

اب ناظرین غور فرمائین کہ یہی دو گروہ حضرات صوفیہ کے ایسے ہین جنکے محب اور جان نثارون کا شمار کرنا دشوار نہین بلکہ غیر ممکن ہے۔ کوئی زمانہ ایسا نہین ہوا جو انکی حقانیت کی شہرت نہ ہوئی۔ اور کوئی شہر ایسا نہین جہان مسلمان آباد ہون اور اُنمین زیادہ تر ان حضرات کے کامل الایمان وایقان ہونے کے مقر اور انکی بزرگی اور انکے اختصاص اور تقرب الی اللہ کے قائل نہ ہون۔ اور انکے گروہ مین داخل ہونے کو اپنا فخر اور ذریعہ نجات نہ جانتے ہون۔

بڑا حصہ مسلمانون کا تو یون نکل گیا کہ وہ اُن صوفیون کا محب اور ہوا خواہ ہے جنکو خود یا جنکے پیران عظام کو علما تکفیر کا خطاب دے چکے ہین اور صاف الفاظ مین لکھدیا ہے کہ جو اُنکے گروہ مین ہے یا اُنکی تکفیر مین شک کریگا وہ بھی کافر ہے غرض اس قاعدہ سے بے شمار مسلمان جو حضرات صوفیہ کے معتقد یا حلقہ بگوش ہین یا اُنکو کامل الایمان اور خدا کا برگزیدہ جانتے ہین بقول مفتی صاحبان قطعی کافر ہوگئے باقی وہ مسلمان جو مذاق طریقت سے علیحدہ رہے اُنکو کسی امام شریعت سے ضرور سروکار رہا۔ اور اُس امام شریعت کے جانشین اور ہم خیال علما سے ارتباط و اختلاط محبت و وداد کو اپنی سعادت سمجھے۔ اور اُنکو ایماندار جان کر اُنکی تقلید کی یا اُنکی ہدایت پر عمل کیا۔ بلکہ ایک مسلمان بھی ایسا نہ ملیگا جسکو ائمہ اسلام کے برسر حق اور کامل الایمان ہونے کا پورا یقین نہ ہو۔ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام حنبلؒ کا مقلد یا معتقد نہ ہو۔ علاوہ اسکے بعض کو انکی شاگردی کا فخر حاصل ہے بعض انکی تصانیف سے بہرہ مند ہوکر انکو اپنا محسن جانتے ہین۔

اِس تفصیل سے نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی مسلمان نہ کبھی ایسا تھا اور نہ آج ہے اور یقینی آیندہ بھی نہ ہوگا جو حضرات صوفیہ اور ائمہ اِسلام سے سروکار نہ رکھتا ہو یا اُنکے گروہ مین شامل نہ ہو۔ اور اُنکے الحاد اور تکفیر کا نام سُنکر اُسکو طیش نہ آتا ہو۔ لہذا جب ہر زمانہ کے مسلمان خواہ حضرات صوفیہ کے محب خواہ ائمہ اسلام کے دوست رہے۔ اور جسقدر مسلمان آج موجود ہین وہ بھی کسی صوفی کے حلقہ بگوش یا کسی امام کے متبع ضرور ہین تو اپنے رہنماؤن اور پیشواؤن کی تکفیر مین وہ یقینی شک بھی کرتے ہین۔ اور لازمی ہے کہ اُنکو ایماندار بھی جانتے ہین۔ تو مفتی صاحبان کے اِس اصول کے مطابق کہ وَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِ مَنْ شَاكَّ فِي كُفْرِهٖ فَهُوَ كَافِرٌ سب مسلمان کافر ٹھہرے اور برعکس نہند نام زنگی کافور کا مضمون ہو گیا۔ جسکو صاف لفظون مین یون کہنا چاہیے کہ آج تک جسقدر مسلمان پیدا ہوئے اور قیامت تک جسقدر پیدا ہونگے سب انھین پاک صوفیون کی محبت اور ائمہ اِسلام کی اتباع سے کافر ہوے اور یہ سب ناکردہ گناہ مفتیون کے فتوے سے جہنمی قرار پائے۔ اور مفتی صاحب کے قلم کی ایک جنبش نے جملہ مسلمانون کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ اور قیامت کے دن کے لیئے ان بے شمار مسلمانون سے سوال وجواب۔ حساب وکتاب کا جھگڑا نہ باقی رکھا۔ بقول۔

قصہ کوتہ کرد ورنہ دردسر بسیار بود

غرض یہ ناگہانی بلا جب ہر مسلمان پر نازل ہوئی۔ اور دیکھا کہ اچھے بُرے عورت مرد کافر قرار پائے اور علمار ظواہر کے فتوون نے جملہ مسلمانون کو جہنمی بنا دیا اور تمام عالم مین ایماندار عنقا کی طرح معدوم نظر آئے۔ تو خیال ہوا کہ ایسا نہین ہو سکتا اور یہ محالات سے ہے کہ کروڑہا مسلمانون مین دو چار ایماندار بھی نہ ہون۔ اور اگر سبھی ملحد اور کافر ہو جاتے تو پھر دنیا مین اِسلام کا نام اِس خصوصیت کے ساتھ کیون پکارا جاتا ہے۔ اسلیے تھوڑے یا بہت ایماندار مسلمان بھی دنیا کے کسی گوشہ مین ضرور ہونگے۔

بہت غور اور فکر کرنے سے معلوم ہوا کہ واقعی ابھی اسلام کا نام باقی ہے۔ اور چند مسلمان ایسے ایماندار موجود ہین جو شرک اور بدعت کے ازلی دشمن ہین۔ اور کفر و الحاد تو اُنکے محلہ مین بھی قدم نہین رکھ سکتا۔ وہ کون۔ حضرات علمار دیوبند اور اُنکے ہم خیال ہین جنکا ایمان تمام عالم کے مسلمانون کے ایمان سے کہین بڑا ہے۔

ہم اپنی اس تلاش پر خود ناز کرتے تھے کہ ہماری کوشش نے بڑا کام کیا اور ایسے مسلمان ڈھونڈھ کر نکالے جنکے ایمان اور اسلام کا مثل و نظیر نہین۔ علم و فضل مین یکتا۔ تحقیق اور تدقیق مین یگانہ تبحر کا یہ حال کہ بیسیون کتابین اُردو مین تالیف کین۔ تحقیقات کی یہ کیفیت کہ بڑے بڑے دقیق مسائل مین اکابرین سلف سے اختلاف فرمایا۔ امکان کذب باری تعالیٰ ثابت کیا۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثلی مین کلام کیا۔ خاتم النبین کی شرط بے معنی بتائی - وسعت علم رسول پر وسعت علم ابلیس کو ترجیح دی وغیرہ وغیرہ (المعتمد المستند مصنفہ مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی)

علاوہ اسکے اِن علمار دیوبند کے جسم لطیف پر کفر و الحاد کا دھبہ بھی نہین لگ سکتا۔ اِس لیئے کہ یہ دیندار نہ حضرات صوفیای کرام کے معتقد نہ علمار سلف کے قائل پھر خدانخواستہ یہ لوگ ہماری طرح وَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ فَهُوَ كَافِرٌ کے عذاب مین کیون گرفتار ہونگے۔ اِسی واسطے اِن سمجھدارون نے یہ روش اختیار کی ہے کہ نہ اُنکو سلف صالحین سے غرض نہ صوفیہ کرام سے مطلب اور نہ ائمہ اِسلام کے گروہ مین شامل

پس جن مولویون کے ایسے شائستہ خیالات ہون۔ اور جو سراپا مجموعہ صفات دکھائی دین۔ اور جنکا ظاہر بگلہ سے زیادہ سفید اور نورانی نظر آئے اُنکے ایمان اور اِسلام مین کون شک کر سکتا ہے۔ گو اِن ایماندارون کی تعداد بہت کم ہے کہ بآسانی اُنگلیون پر گن سکتے ہین مگر تاہم یہ اسلام کے سپوت ایسے مل گئے جسکی وجہ سے اطمینان ہوگیا کہ اسلام کا نام صفحہ عالم سے مٹا نہین بلکہ اُسکے نام لیوا ابھی باقی ہین۔

لیکن افسوس ہے کہ ہمارا یہ گمان بھی غلط ہوا۔ اور ایسا غلط ہوا کہ شیخ چلی کے گھر کیطرح یہ بنا بنایا کھیل ایک آن واحد مین بگڑ گیا۔ کیونکہ بہت غور اور فکر کے بعد یہ دو چار ایماندار ہمارے ہاتھ لگے تھے مگر رسالۂ المعتمد المستند مطبوعہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری اور اُسی کے ساتھ حسام الحرمین کو دیکھا تو حیرت ہوگئی اور ہمارا وہ نقطۂ خیال جو علماء دیوبند کے ساتھ وابستہ تھا چشم زدن مین مثل حرف غلط کے مٹ گیا۔ اور معلوم ہوا کہ یہ حضرت تو چُھپے رستم ہین جو کفر اور الحاد مین پہلے ہی کمال حاصل کر چکے ہین۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ معمولی ملزم اسلام نہین ہین بلکہ سند یافتہ کافر ہین۔ اور اِنکے کفر کی سند بھی ایسی ویسی سند نہین ہے جیسی ہمکو ٹوٹی پھوٹی اور ناپرسان عالمون نے سند دی ہے۔ بلکہ اِنکے کفر کی سند دار الاسلام سے آئی ہے اور بڑے بڑے مقتدر اور مشہور مفتیون نے انکی سند پر اپنی مُہرین کر دی ہین۔ اور یہ سند مجمل طور پر نہین لکھی گئی ہے بلکہ علماء دیوبند کو نام بنام یہ سند ملی ہے۔ اور اُسمین صرف انکی تکفیر ہی کا ذکر نہین ہے بلکہ انکو واجب القتل بھی ٹھہرایا ہے۔ حتے کہ اِنکے گروہ پر بھی عذاب و تکفیر کا حکم اُس سند مین وضاحت کے ساتھ لکھ دیا ہے۔

کیا خدا کی قدرت ہے کہ انھین علماء دیوبند کے ایک خوشہ چین نے فقراء احرام پوش کو کافر اور ملعون بنایا۔ اور اپنی اور اپنے پیشواؤن کی اِس مستند تکفیر کو چھپایا۔ لیکن مَنْ ضَحِکَ ضُحِکَ کے مصداق ہوئے۔

اگر یہ مشہور مقولہ یہان استعمال کیا جائے تو شاید بے محل نہو گا کہ "ہر فرعونے را موسیٰ" کیونکہ یہ دیوبند کے عالم خود ساختہ شریعت کا ڈنکا بجا رہے تھے۔ اور جنکی ذاتی تحقیق نے عام مسلمانون کا تو کیا ذکر ہے خاص سرور عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثلی کا قلع قمع کر دیا تھا۔ حتے کہ یہ لوگ کذب جناب باری ثابت کرنے کا دعوے کر چکے تھے۔ مگر اُنکی تمام قابلیت خدا کے ایک مقبول

بندہ کے ہاتھ سے خاک مین مل گئی۔

چنانچہ مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی نے اپنے رسالہ المعتمد المستند مین نہایت تشریح و تصریح کے ساتھ علماء دیوبند کے عقائد کی تردید کی ہے اور اُنکا کفر اور الحاد ثابت کیا ہے اور پھر اس رسالہ کو مفتیان حرمین کے سامنے پیش کیا اور اُسکی تصدیق چاہی جسپر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی چونتیس عالمون نے بکمال شرح و بسط دیوبندیونکی تکفیر کا فتوے دیکر اپنی مُہرین ثبت فرمائین جنمین سے بعض عالمون کی تحریر کا خلاصہ مین یہان صرف اس خیال سے لکھتا ہون کہ اسکا مطالعہ بھی ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہین۔

پہلے مکہ معظمہ کے مشہور اور نامی مفتی محمد سعید بابصیل شافعی نے یہ لکھا ہے کہ میرے بھائی اور میرے بازو احمد رضا خان نے اپنی کتاب المعتمد المستند مین بدینی کے خبیث سردارون کا رد کیا ہے۔ پھر مفتی صاحب لکھتے ہین کہ اُن چند فاجرون کے نام بیان کیے ہین جو اپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافرون سے کمینہ تر کافرون مین ہون (لَهُمْ مِنْ أَسْفَلِ الْكَافِرِينَ) (حسام الحرمین صفحہ ۲۸)

مکہ معظمہ کے دوسرے عالم مولانا شیخ ابوالخیر مرداد نے پہلے اپنی تحریر مین احمد رضا خانصاحب کے بہت اوصاف لکھے ہین۔ پھر فرمایا ہے کہ وہ دلیلین جو رسالہ المعتمد المستند مین ظاہر کیگئی ہین جنسے اہل کفر اور الحاد کی جڑ کھود ڈالی ہے۔ اور جو ان اقوال کا معتقد ہو وہ کافر ہے اور دوسرون کو گمراہ کرتا ہے مِنَ الضَّالِّيْنَ الْمُضِلِّيْنَ (حسام الحرمین صفحہ ۳۲)

علامہ شیخ صالح کمال تحریر فرماتے ہین کہ جنکا ذکر کیا گیا ہے وہ کافر اور دین سے باہر ہین أُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ - أُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّالُّوْنَ - أُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ - اَللّٰهُمَّ بَأْسَكَ الشَّدِيْدَ اِيْدًا وَّاجْعَلْهُمْ وَمَنْ صَدَّقَ

اُخُواْ كُهُمْ بِاَيْدِىْ شَرِيْكٍ طَرِيْدٍ (حسام الحرمین صفحہ ۳۶)

مولانا شیخ علی بن صدیق کمال اس گروہ کی نسبت فرماتے ہین کہ اَللّٰھُمَّ اَخْلِ مِنْهُمُ الْبِلَادَ وَمَثِّلْ بِهِمْ بَيْنَ الْعِبَادِ وَاَهْلِكْهُمْ كَمَا اَهْلَكْتَ ثَمُوْدَ وَعَادٍ وَاجْعَلْ دِيَارَهُمْ بَلَاقِعَ وَلَا شَكَّ فِىْ كُفْرِ هٰؤُلَاءِ الْخَوَارِجِ كِلَابِ النَّارِ وَحِزْبِ الشَّيْطَانِ

(حسام الحرمین صفحہ ۳۸)

مکہ معظمہ کے ممتاز عالم مولانا سید سمٰعیل ابن سید خلیل تحریر فرماتے ہین کہ جن کا تذکرہ سوال مین واقع ہے یعنی غلام احمد رشید احمد اور جو اُنکے پیرو ہون جیسے خلیل احمد انبٹھی اور اشرف علی وغیرہ لَا شُبْهَةَ فِىْ كُفْرِهِمْ بِلَا مَجَالٍ بَلْ لَا شُبْهَةَ فِيْمَنْ شَكَّ بَلْ فِيْمَنْ تَوَقَّفَ فِىْ كُفْرِهِمْ بِحَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ یعنی اُنکے کفر مین نہ شبہ ہے نہ شک کی مجال بلکہ جو اُنکے کفر مین شک کرے یا کافر کہنے مین توقف کرے اُسکے کفر مین بھی شبہ نہین۔ (حسام الحرمین صفحہ ۴۲)

مولانا شیخ عابد مفتی مالکی بن حسین تحریر فرماتے ہین کہ احمد رضا خان کے اُس رسالہ کو مین نے دیکھا جسمین اُن اقسام گمراہی کا حال کھول دیا جو اہل فساد سے صادر ہوئین اور وہ اہل فساد غلام احمد و رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی وغیرہم کھلے کافر اور گمراہ ہین وَخِلَافُهُمْ مِنْ اَهْلِ الضَّلَالِ وَالْكُفْرِ الْجَلِىِّ (حسام الحرمین صفحہ ۵۸)

مولانا علی بن حسین مالکی مکی حمد و نعت کے بعد تحریر فرماتے ہین کہ احمد رضا خان کے وہ اوراق مین نے دیکھے جنمین اُن گمراہون کے نام بیان کئے ہین جو ہندمین نئے پیدا ہوے ہین وہ غلام احمد قادیانی و رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد وغیرہ ہین جو گمراہ اور کھلے کافر ہین، وَخِلَافُهُمْ مِنْ ذَوِى الضَّلَالِ وَالْكُفْرِ الْجَلِىِّ

(حسام الحرمین صفحہ ۶۲)

علامہ مفتی جمال بن محمد بن حسین مکی لکھتے ہین کہ ہین گمراہ کرنے والون کے اقوال پر

اطلاع ہوا جو ہند مین اب پیدا ہوے ہین - اُنکے اقوال اُنکے مرتد ہو جانے کے موجب ہین جسنے اُنکو سخت رسوائی کا مستحق کر دیا اور وہ غلام احمد اور رشید احمد اور اشرف علی اور خلیل احمد وغیرہ ہین جو کھلے کافر اور گمراہ ہین (حسام الحرمین صفحہ ۷)

مولانا عثمان بن عبد السلام داغستانی سابق مفتی مدینہ منورہ اپنے فتوے کے آخر مین تحریر فرماتے ہین کہ شان الوہیت اور رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹوی، اور اشرف علی تہانوی اور جو انکا پیرو ہو اُنپر وبال اور خرابی حال لازم ہو چکی ہے - (حسام الحرمین صفحہ ۱۰۲)

مولانا عمر بن حمدان محروسی مدنی اپنے فتوے مین لکھتے ہین کہ احمد رضا خان کا رسالہ المعتمد المستند دیکھا - جن لوگون کا ذکر ہے اُنکے رد مین اُسے کافی پایا - پھر آگے فرماتے ہین کہ اَلْمَذْکُوْرِیْنَ فَلَا شَکَّ فِیْ کُفْرِھِمْ وَوُجُوْبِ قَتْلِھِمْ عَلٰی کُلِّ مَنْ یَمْکُنُہٗ یعنی یہ کافر ہین اور اختیار ہو تو اُنکو قتل کرو - (حسام الحرمین صفحہ ۱۱۰)

مولانا شیخ احمد مکی مدرس مدرسہ احمدیہ کا یہ فتوے دیکھکر اور زیادہ حیرت ہوتی ہے کہ آپ کا مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کے خلفاے رشید مین شمار ہے مگر اس با ایمان مفتی نے رسالہ المعتمد المستند دیکھکر اپنے پیر بھائیون کے حق مین وہی لکھا جو ایک عادل اور منصف عالم کے شایان تھا آپ لکھتے ہین کہ وہ گروہ جو نیک لوگون کی وضع مین ظاہر ہوتا ہے اور خلق اللہ کو گمراہ کرتے ہین اور فساد عظیم کے سبب ہوتے ہین تو عارف باللہ امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسون مین سے ایک کا قتل ہزار کافرون کے قتل سے افضل ہے - (حسام الحرمین صفحہ ۸۵)

علی ہذا چونتیس عالمون نے اُسی گروہ کی تکفیر کا فتوے دیا ہے جسکا عالمانہ لباس اور ظاہری شان ثقاہت دیکھکر ایماندار اور پرہیزگار تصور کیا تھا مگر افسوس ہماری یہ تجویز بالکل غلط ثابت ہوئی - اور قطعی طور پر مایوسی ہوگئی کہ ہماری طرح اب دنیا مین

کوئی مسلمان نہین ہے۔

اسیطرح مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے جب احرام پوش فرقہ کو دیکھا ہوگا تو شاید آپ کو شبہ ہوا ہوگا کہ یہ باایمان لوگ ہین۔ اور یہ اندیشہ گذرا ہوگا کہ ہماری تکفیر پر کہین یہ لوگ خندہ زنی نہ کرین۔ اِس لیئے فوراً اپنے طبع زاد مضمون کی بناپر اِس فرقہ کو بھی احاطہ تکفیر مین داخل کر لیا۔ مگر مفتی صاحب کی یہ کارنمائی چند وجہ سے قابل تعریف نہین ہوئی۔

(۱) یہ فرقہ ازلی مردود اور اقبالی کافر ہے۔ کیونکہ یہ فرقہ اُنھین کافرون کا معتقد اور حلقہ بگوش ہے جنکو آپ کے مورث اعلیٰ تکفیر کا خطاب دے چکے ہین اور وَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَمَنْ هُوَ مِثْلُهٗ فَهُوَ كَافِرٌ کا کلیہ ایسا قائم کر گئے ہین کہ اِس ایک فرقہ پر کیا موقوف ہے تمام عالم مین کوئی مسلمان آپکو نہ ملیگا بس ایسے اقبالی اور صریح کافر کے واسطے یہ اہتمام اور کوشش بیکار تھی۔

(۲) اِس احرام پوش فرقہ کو مفتی صاحب نے تکفیر کا خطاب بھی دیا تو بہت معمولی اور ادنےٰ درجہ کے کفر مین شریک کیا نہ اسکو مستحق قتل تجویز کیا نہ اُسکے واسطے عذاب آخرت کی تشریح فرمائی۔ حالانکہ خود مفتی صاحب ایسے اعلیٰ پیمانہ کے کفر مین گرفتار ہین جسکا ذکر ۱۵۲ صفحہ کی کتاب حسام الحرمین مین درج ہے۔ اور خود مفتی صاحب کے خواجہ تاش مولانا شیخ احمد مکی امدادی نے اپنے قلم سے لکھدیا ہے کہ اِس گروہ کے ایک شخص کا قتل ہزار کافرون سے افضل ہے۔

(۳) جب مفتی صاحب کا یہ فتوے احرام پوش فرقہ نے دیکھا ہوگا تو بجائے رنج اور افسوس کے یقینی اُسکو خوشی اور مسرت ہوئی ہوگی اِس لیے کہ بزرگان دین کی سُنّت ادا ہوئی اور وہی خطاب نصیب ہوا جو اُس کے ہادیان ملت اور پیران طریقت نے اپنے معاصرین سے پایا تھا۔

(۴) باوجود اِس جدوجہد کے مفتی صاحب کو کامیابی بھی نہین ہوئی کیونکہ اپنے فتوائے مین ایسا جزئیہ قائم کیا ہے جسمین ہنوز اختلاف ہے۔ اور فقہ کے ایسے اختلافی مسئلہ سے مسلمان کو کافر بنانا مفتی صاحب ہی کا کام تھا۔

برین عقل و دانش ببایدگریست

لہذا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے اُس فتوائے کو یہان حرف بحرف نقل کرتاہون حالانکہ مناظرہ کی حیثیت سے نہ زیادہ تنقیح کرونگا اور نہ اِسکی تردید کی مجکو کوشش ہے صرف ناظرین کو اِسقدر دکھا دینا منظور ہے کہ مفتی صاحب نے مسلمان کو کافر بنانے مین بہت عجلت فرمائی۔ اور بغیر سمجھے بوجھے محض اپنے وہم وخیال پر ہزارون مسلمانون کو بے قصور تکفیر کی کُند چھُری سے ذبح کردیا۔ اور مفتی صاحب کی قائم کردہ اِس تکفیر کا سلسلہ وہان جاکر ختم ہوتا ہے جسکے خیال سے رُوئین کھڑے ہوتے ہین۔

چنانچہ رسالۂ الرشید مطبوعۂ مطبع قاسمی واقع دیوبند بابت رجب ۱۳۳۲ہجری کے صفحہ ۳۷ مین یہ سوال درج ہے کہ" ما قولکم ایہا العلماء الکرام ایک احرام پوش فرقہ اپنے پیر کی تصویر کو مسند پر اس صورت سے سجاتا ہے کہ گویا صاحب تصویر بحالت زندگی آرام کررہے ہین۔ پھر اُسکے سامنے سجدہ کرتے ہین یا قدمبوس ہوتے ہین یہ لوگ تارک صلوٰۃ ہین۔ اور بغیر توبہ کرائے طوائفون کو مرید کرتے ہین اور انکی ناجائز آمدنی سے اپنی ہر قسم کی ضرورت پوری کرتے ہین۔ اُنکا تمام وقت طوائفون کے یہان گذرتا ہے۔ کیا یہ لوگ دائرۂ اِسلام مین داخل ہین۔ اور کیا اُنکے ساتھ مسلمانون کی طرح رسم ملت واتحاد رکھنا درست ہے۔"

مفتی صاحب نے عبارت مذکورہ کو بطور سوال کے لکھا۔ اور جواب لکھنے کے لئے جب ارادہ کیا تو اور الزامات کو چھوڑکر صرف دو باتون کا جواب دیا ہے جو درج ذیل ہے۔

"الجواب - حدیث شریف مین ہے لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد - درمختار لو کذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء العظام فحرام والفاعل والراضی بہ اثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفروان علے وجہ التحیۃ لا وصارا اثمامرتکبا للکبیرۃ - وفی الشامی قال الزیلعے وذکر الصدر الشہید انہ لا یکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ - وقال شمس الائمۃ ان کان تعبیرا للہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم کفر - وقال القہستانی وفی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا وفی الزاھدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع والسجود ظاہر ہے کہ یہ خلاف علما وصلحا کے سامنے تقبیل ارض وغیرہ مین ہے - اور سجدۂ تعظیمی کو مطلقًا سب علما کفر فرماتے ہین کہ یہ سجدہ خاص باری تعالیٰ شانہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے - اور تصاویر کے ساتھ یہ معاملہ کرنا ایسا ہے جیسا کہ قبور کے ساتھ اور اُسپر لعنت وارد ہے - پس وہ لوگ جو تصاویر کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہین ملعون اور مردود ہین اور اُنکے کفر مین اور مرتکب فعل شرک وکفر ہونے مین کچھ تردد معلوم نہین ہوتا - اور بہرحال اُنکے ساتھ ارتباط واختلاط ومحبت وودار قطعًا حرام وناجائز ہے"

مفتی صاحب نے فقہا کے اقوال کا حوالہ دیکر بغیر کسی تردد کے تکفیر کا حکم تو دیدیا - اور بظاہر فقہا کے اقوال مذکورہ سے مفتی صاحب نے استدلال فرمایا ہے مگر تھوڑا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربی کی عبارت محض نمائشی اور عوام کے خیالات منتشر کرنے کے واسطے لکھی ہے - اسی وجہ سے اِسکا لفظی ترجمہ بھی نہین کیا گیا ورنہ سب قلعی کھُل جاتی کیونکہ اس لمبی چوڑی عبارت کا زیادہ حصہ مفتی صاحب کے دعویٰ کے خلاف مین ہے چنانچہ ایک جملہ کا مطلب یہ ہے کہ سجدۂ تحیت کبیرہ ہے اور زیلعی اور صدر الشہید نے صاف لفظون مین کہدیا ہے کہ سجدۂ تحیت کفر نہین ہے مگر مفتی صاحب نے

نہایت صفائی کے ساتھ اس پوری عبارت کا مطلب یا خلاصہ یہ بیان کر دیا کہ سجدۂ تعظیمی کو مطلقاً سب علما کفر فرماتے ہین،، حالانکہ یہ صریح غلط ہے نہ فقہا کے اقوال مذکورہ کا یہ ترجمہ ہے اور نہ سجدۂ تحیت کو سب علما کفر کہتے ہین۔

قبل اسکے کہ مفتی صاحب کے اس فتوی کی نسبت کچھ اور کہا جائے اسکا علم بھی ناظرین کو ہوجانا ضرور ہے کہ رسالۂ الرشید مین جب یہ فتوے دیکھا گیا اور اسکے بعض الفاظ کی تصریح منظور ہوئی تو مفتی عزیز الرحمن صاحب سے بذریعہ تحریر یہ استفسار کیا کہ ،، فرقہ احرام پوش ،، سے آپکی مراد اور آپ کا اشارہ کس گروہ کی جانب ہے اور سائل اسکا کون ہے۔ جب مفتی صاحب نے کوئی جواب اسکا نہین دیا تو مختلف مقامات سے مفتی صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب سرپرست الرشید اور حبیب الرحمن صاحب اڈیٹر رسالۂ مذکور کے نام اسی مضمون کے خطوط بھیجے گئے لیکن اول الذکر دو صاحبون نے تو ہنوز کوئی جواب نہین دیا۔ مگر آخر مین اڈیٹر صاحب کا ایک خط آیا جسکا مضمون یہ ہے ،، مدرسہ مین آج کل تعطیل ہے۔ مفتی صاحب سے دریافت ہونے کے بعد اطلاع دیجا سکتی ہے کہ سائل کون ہے۔ جہان تک مجھے معلوم ہے مفتی صاحب نے عام سوال کا جواب دیا۔ انکی مراد کسی خاص گروہ یا جماعت سے نہین ہے۔،،

بقول اڈیٹر صاحب جب ہمارے فاضل مفتی صاحب کی مراد کسی خاص جماعت یا گروہ سے نہین ہے تو مفتی صاحب کا یہ فتوے خلق اللہ کو کیا فائدہ پہونچائے گا اور مفتی صاحب کے ہم خیال یا ایسے عوام الناس جو صرف مفتی صاحب کے قدم بقدم چلنے کو اپنا فخر اور اپنی نجات کا باعث سمجھتے ہین وہ بیچارے حسب ہدایت مفتی صاحب کس فرقہ کو کافر اور ملعون خیال کرین اور کس گروہ سے ارتباط و اختلاط و محبت و وداد کو حرام و ناجائز سمجھین۔

مفتی صاحب کی یہ چیستان جبکہ خود مفتی صاحب کے مقلدین کے واسطے مفید نہین ہے تو عامہ مسلمین اِس فتوائے سے کسیطرح کا افاضہ حاصل کرین یہ تو محال معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اِس پہیلی کا بوجھنا۔ یا اسکو دوسری لفظون مین یون کہا جائے کہ مفتی صاحب کے سینہ کے اندر دل۔ اور دل کے اندر جو خیال پوشیدہ ہے اُسکو دریافت کرنا اول تو آسان نہین۔ اور اگر تاویلات سے کوئی رائے قائم بھی کرین تو محض اپنے وہم وخیال پر ایک مسلمان کو بھی کافر کہنا ممنوع ہے چہ جائیکہ مسلمانون کے کثیر التعداد گروہ کو کافر اور ملعون کہدینا خود اپنے ایمان کو خرابی مین ڈالتا ہے۔

جبکہ مفتی صاحب نے اشاعت احکام دین مین یہ احتیاط فرمائی کہ ہدایت بھی کی تو ایسے اشارون مین جو تشریح کے محتاج ہین۔ اور جسکے اصل مفہوم کو راز سربستہ کی طرح اپنے دلمین پوشیدہ رکھا۔ اور خلق اللہ کو صاف صاف لفظون مین اِس بھید سے آگاہ نہ کیا کہ وہ کون فرقہ ہے جو صریح کافر ہے اور کس گروہ کی محبت حرام اور ناجائز ہے۔ تو اب فقرا کے کسی خاص گروہ کو اِسکی ضرورت نہین رہی کہ وہ دفع الزام کے لیے کوشش کرے۔ ہان اِس غلط اور بے بنیاد الزام کی نسبت جہان تک مجکو علم ہے باواز بلند یہ کہہ سکتا ہون کہ آج دنیا کے کسی گوشہ مین کوئی فرقہ مسلمان فقرا کا ایسا نہین معلوم ہوتا ہے جسکا ہر فرد اصولاً اِس عنوان سے تصویر پرستی اور تصویر کو معبود سمجھکر اُسکے آگے سجدہ کرتا ہو جیسا مولانا نے اپنے سوال مین لکھا ہے۔ اور فقہا کے اقوال سے جسکی تکفیر ثابت فرمائی ہے۔ مفتی صاحب کی یہ صریح غلطی ہے کہ فقرا کے ایک گروہ کی نسبت ایسا لاطائل خیال کیا۔ اور بے سمجھے مسلمانون کو کافر بنادیا۔ حالانکہ تمام علماء متقدمین نے مسلمان کی تکفیر مین کمال احتیاط فرمائی ہے۔

مفتی صاحب نے ایک احرام پوش فرقہ کی نسبت اپنے سوال مین تو اور اور الزام بھی لکھے ہین مگر جواب مین صرف دو باتون پر اکتفا کیا ہے۔ اور یہی دو قصور

باعث لعن اور سبب تکفیر ٹھیرائے ہین - اول تصویر کا سجانا - دوم اُسکے آگے سجدہ کرنا یا قدمبوس ہونا - لہذا اول تو یہ سوال ہی غلط اور خلاف واقعہ ہے - دوم یہ کہ بغیر کسی ثبوت اور شہادت کے مفتی صاحب نے مسلمان کی تکفیر کا حکم دیا جو اصول شریعت کے صریح خلاف ہے -

قطع نظر اِسکے اگر فرض کر لیا جائے کہ ایک گروہ تصویر پرستی کرتا ہے تو بھی مفتی صاحب کا دعوے بے دلیل ہے - کیونکہ تصویر کا سجانا جو سوال مین لکھا ہے یعنی تصویر کا خوشنمائی کے ساتھ اپنے گھر مین رکھنا اِسکے جواز اور عدم جواز مین گفتگو تو اُس حالت مین کی جاتی کہ مفتی صاحب اپنے اِس قول پر قائم رہتے - لیکن غضب تو یہ ہے کہ جواب لکھنے کے لئے جب قلم اُٹھایا تو تصویر کا سجانا جو خاص اُردو کا جملہ اور عام محاورہ ہے اِسکے معنی تصویر کی عبادت یا پرستش کرنا آپ نے اختیار فرماکر از روئے حدیث لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ یعنی تصویر کو خوشنمائی کے ساتھ رکھنے والے کو مثل یہود و نصاریٰ کے مستحق لعن ثابت کیا جو بالکل خلاف عقل و انصاف ہے - تصویر کا سجانا ہرگز نہ تصویر کی پرستش ہے اور نہ اِسکو خدا کی لعنت کا سبب کہہ سکتے ہین - معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کے پاس کوئی لغت اُردو کا ہوگا جسمین سجنا یہ معنی پرستش کرنا لکھے ہونگے - جب تو مسلمانون کو بے خوف و خطر آپ نے ملعون اور مردود کہدیا -

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ تصویر کا سجانا یہود اور نصاریٰ کی قبر پرستی کے مثل ہے جو عبادتًا وہ کرتے تھے تو بھی یہ حدیث مسلمانون کو ملعون و مردود نہین کریگی کیونکہ یہ حدیث یہود و نصاریٰ کے بارہ مین ہے نہ کسی مسلمان کے حق مین وارد ہے - اور بفرض محال یہ بھی قبول کر لیا جائے کہ جو حدیث یہود و نصاریٰ کے بارہ مین وارد ہو وہی حدیث مسلمان کے حق مین بھی دلیل ہو سکتی ہے - تو اصولًا یہ کہنا

جائے گا کہ یہ حدیث خبر واحد ہے نہ متواتر۔ اور خبر واحد مسلمان کی تکفیر کیواسطے کافی نہین
مگر شاید مفتی صاحب کا مطلب اِس تمہید سے یہ ہے کہ شق ثانی یعنی تصویر کے آگے
سجدہ کرنا یا قدمبوس ہونا بھی ملایا جائے۔ ورنہ بغیر اسکے صرف تصویر سجانا نہ پرستش
کرنا کہا جا سکتا ہے۔ اور نہ یہود و نصاریٰ کی طرح مسلمانون کا بہت بڑا گروہ محض اِس
قصور پر ملعون ہو سکتا ہے۔

پھر اسکی نسبت مین یہی عرض کرونگا کہ فقیرون کا کوئی گروہ اپنے پیر کی تصویر کو مجسم
خدا یا معبود حقیقی جان کر نہ سجدہ کرتا ہے نہ قدمبوس ہوتا ہے۔ ہان طبقۂ حضرات صوفیہ
کرام مین پیر کی قدمبوسی کا ضرور جواز ہے۔ لیکن یہ قدمبوسی تعظیماً ہوتی ہے نہ عبادتاً۔
اور ماسوا حضرات صوفیہ اکثر فقہائے اسلام اور محدثین عظام نے بھی اس تعظیم کے
جواز کو قبول کیا ہے۔

لیکن مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے اس تعظیم کے عدم جواز مین جو بعض فقہا کے
اقوال شامی اور در مختار سے نقل کیے ہین۔ اور انھین سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ
تقبیل ارض خواہ بہ نظر تعظیم ہو یا بخیال تحیت کفر ہے حتے کہ الایماء فی السلام الی قریب
الرکوع و السجود۔ یعنی زمین بوسی کے علاوہ اگر سلام کرنے مین قریب رکوع بھی جھک جائیگا
تو وہ بھی سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ مفتی صاحب کا منافی
اصول شریعت اور فقہاء عظام کے اجتہاد کے خلاف ہے۔ مگر اس زبردستی کا کیا
علاج ہے کہ مفتی صاحب نے ایک احرام پوش فرقہ کی نسبت یہ خیال کر لیا کہ اپنے
پیر کی تصویر کو چومنے کے لیے جھکتا ہے اور چونکہ معمولی جھکنا بھی آپ کی تحقیق مین
داخل کفر ہو چکا ہے۔ اِس لیے آپ نے یہ نادری حکم صادر فرمایا کہ اسکے مرتکب
افعال شرک و کفر ہونے مین کوئی تردد نہین۔

کیا تماشہ ہے کہ ایمان تو اپنے بندون کو خدا مرحمت فرمائے مگر مفتی صاحب کا

جب دل چاہتا ہے تو زبردستی اُسکو چھین لیتے ہین۔ اور جنت اور جہنم کو بنایا تو خدا نے ہے۔ مگر اُسپر قبضہ مفتی صاحب کا ہے۔ کیونکہ ہمارے سلفِ صالحین کیواسطے ابھی انھین کے بزرگ ہمیشہ پروانہ لکھا کیے۔ اور آج بھی اُنھین کے لائق فرزند ہمکو داروغۂ جہنم کے حوالہ کرتے ہین۔ جیساکہ بالفعل مفتی عزیز الرحمٰن نے ایک فرقہ کے جملہ افراد کو کھلّم کھلّا کفر فرماکر ملعون اور مردود بنا دیا۔

افسوس کہ دنیا مین جسقدر ضرورت کی چیزین ہین قریب قریب سبکی قدر و قیمت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ الّا ایک مسلمانون کا ایمان جسکی نہ کبھی وقعت تھی اور نہ آج ہے کہ چھ انچہ کا کاغذ کا ٹکڑا اور دو چار قطرہ روشنائی کے صرف کرنے سے ہزارون کا ایمان غائب ہوجاتا ہے۔ یا اسکو یون کہیئے کہ برسون کی ریاضت اور عبادت اور طرح طرح کی تکلیفین اُٹھانے کے بعد کہین ایماندار ہونے کی حیثیت نصیب ہوتی ہے لیکن کسی مفتی نے اگر نگاہ گرم سے توجہ کی تو ہزارون مسلمانون کا ایمان اور اسلام چشم زدن مین خاک سیاہ ہوجاتا ہے۔ اور وہ بیچارے کفر کی زنجیرون مین گرفتار ہوکر نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق ہوتے ہین۔ جسکا نہ کوئی ضابطہ ہے نہ قانون نہ داد ہے نہ فریاد۔ حالانکہ فرقان حمید ایسا قطعی اور مکمل قانون موجود ہے اور احادیث نبوی جسکو شرع قانون قدرت کہنا چاہیے مفتی صاحب کے پاس ہے مگر معلوم نہین کہ اُن قوانین مین (معاذاللہ) کیا نقص ہے کہ جب مفتی صاحب ہمارے اسلام اور ایمان کا فیصلہ کرتے ہین تو خدا کے احکام اور رسول کے فرمان کا تو ذکر بہت کم آتا ہے مگر ہوتا یہ ہے کہ چند عالمون کے اقوال اور قیاسات کا حوالہ دیکر ہمکو اسلام سے بے دخل کردیا جاتا ہے۔ اور یہ فیصلہ ایسا قطعی سمجھا جاتا ہے کہ جسکا اپیل بھی نہین ہوسکتا۔

چنانچہ مفتی صاحب نے اپنے اِس فتوے مین بھی اُسی طریق سے چند فقہا کے

اقوال جو سنداً نقل فرمائے ہین اور جنکی بنیاد پر مسلمانون کے کثیر التعداد گروہ پر تکفیر کا فتویٰ
دیا ہے وہ چند وجوہ سے عقلاً اور نقلاً غلط اور بے بنیاد ہے۔
اول تو عموماً مسلمان کی تکفیر کے واسطے اقوال فقہا سے استدلال کرنا۔ اور نص صریح
کا حوالہ نہ دینا شان علم و فضل سے بعید ہے۔
دوم خصوصاً ایسا اختلافی مسئلہ مسلمان کی تکفیر کے واسطے ناکافی اور اصول شریعت
کے بالکل خلاف ہے۔
سوم فقہا کے اقوال زیادہ قیاس پر مبنی ہوتے ہین۔ اور قیاس بشری ممکن ہے
کہ غلط بھی ہو۔ کیونکہ فقہا ہمارے واجب التعظیم اور متبحر عالم ضرور ہین لیکن مثل
انبیا علیہم السلام کے معصوم بھی نہین ہین۔ لہذا ایک عالم یا چند عالمون کی رائے
سے ایک مسلمان کو بھی کافر کہنا عقل کے خلاف ہے۔ چہ جائیکہ آپ مسلمانون
کے بہت بڑے گروہ کو تکفیر کا الزام دیتے ہین۔
چہارم۔ فقہا کے مابین اکثر مسائل مین اختلاف ہے۔ پس کسی ایک مسلمان
نے اگر کسی فقیہ کے خیال کی تقلید کی تو دوسرے فقہا کی رائے سے گو صریح
مخالفت ہو گی مگر اِس وجہ سے فقیہ اوّل کے مقلد کو کافر یا ملحد یا بیدین نہین کہہ سکتے
اور اگر ایسا ہو سکتا ہے تو تمامی اہل اِسلام ملزم ہین۔ کیونکہ ہر ایک مختلف فقہا کا
مقلد ہے۔ اِس لیئے مسلمان کی تکفیر کے واسطے وہ دلیل پیش کرنا جسمین ہنوز فقہا کا
اختلاف موجود ہے صریح بے انصافی ہے۔ چنانچہ مفتی صاحب نے اِس فتوے
مین جو فقہا کے اقوال نقل کیئے ہین انھین مین کافی اختلاف ہے۔ اگر ایک نے
سجدۂ تحیت کو کفر کہا ہے تو دوسرے نے کہا ہے کہ کفر نہین ہے تیسرے نے کہا ہے
کہ کبیرہ ہے۔ مفتی صاحب کی صداقت کا اظہار تو اسی سے ہوتا ہے کہ عربی مین تو یہ
اقوال نقل کیے کہ سجدۂ تحیت کفر نہین ہے یا کبیرہ ہے مگر جب اُردو مین اُسکا خلاصہ

فرمایا تو یہ کہدیا کہ مطلقاً سب علما کفر فرماتے ہین۔ چنانچہ اب ہم اسکی تصریح کرتے ہین
کہ خود مفتی صاحب کے استدلال مین سجدۂ تحیت کی نسبت ہر ایک فقیہ کی راے علحدہ
ہے جسکا مسلمان کی تکفیر کے واسطے پیش کرنا منافی شان اجتہاد ہے۔

چنانچہ پہلے قول کی عبارت کو دیکھئے کہ فقیہ نے تقبیل ارض کی دو قسمین کی ہین۔ اور
کہا ہے کہ جو تقبیل علی وجہ العبادت ہو کفر ہے۔ اور زمین بوسی اگر بخیال تحیت ہو تو کبیرہ
ہے۔ پھر زیلعی وغیرہ کا قول یہ ہے کہ سجدۂ تحیت کفر نہین ہے۔ اسکے بعد قہستانی کا
قول ہے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے۔ زاہدی کی عبارت یہ ہے کہ سلام مین قریب رکوع
جھکنا بھی سجدہ مین داخل ہے۔ ناظرین غور فرمائین کہ ایک فقیہ کی راے دوسرے
کے بالکل خلاف ہے مگر مفتی صاحب نے اسکو یہ فرمادیا کہ مطلقاً سب علما کفر
فرماتے ہین۔

غرض سجدہ بہ نظر عبادت کو تو مین بھی کہتا ہون کہ نہ فقرا کے کسی گروہ مین جائز
ہے اور نہ کوئی کسی کو کرتا ہے۔ گفتگو ہے تو صرف سجدۂ تعظیم و تحیت مین لہذا خود
آپ کے پیش کردہ اقوال فقہا مین صریح اختلاف ہے کہ ایک صاحب کی راے
ہے کہ کبیرہ ہے دوسرے فرماتے ہین کہ سجدۂ تحیت کفر نہین ہے تیسرے کہتے ہین
کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے۔ پس ایسے اختلافی مسئلہ سے مسلمانون کے ایک گروہ کو کافر
کہنا کم سے کم انصاف اور ایمان کے خلاف تو ضرور ہے۔

اگر مفتی صاحب یہ فرماتے کہ مجھے قہستانی کی راے سے اتفاق ہے اس لیئے
مین عموماً تقبیل ارض کو کفر جانتا ہون تو کسی کو ضرورت نہ تھی کہ اعتراض کرتا اور
مفتی صاحب کے تقدس مین یہ بے انصافی کا بدنما دھبہ بھی نہ لگتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ
مفتی صاحب کو اس احرام پوش فرقہ سے کوئی خاص عناد ہے جب تو یہ روش
اختیار کی گئی کہ ترجمہ مین بے جا تصرف بھی فرمایا اور اس اختلافی مسئلہ سے

اصول شریعت کے خلاف مسلمانون کی تکفیر کا فتوے بھی دیدیا۔

حالانکہ اس مسئلہ مین فقہا کے مابین بہت بڑا اختلاف ہے جسکا اظہار کتب فقہ کے مطالعہ سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ بعض کہتے ہین مکروہ ہے۔ بعض کا قول ہے کہ مباح ہے۔ بعض فرماتے ہین مستحب ہے۔ اور بعض نے مسنون کہا ہے۔ لیکن اسکے پوری تفصیل کی یہان گنجائش نہین ہے اس لیے ہم نہایت اختصار کے ساتھ اپنے فاضل مفتی صاحب ونیز دیگر ناظرین کے اطمینان کے واسطے ایسے جلیل القدر اور ممتاز فقہا کا ایک قول نگارش کرتے ہین جسکے مستند ہونے مین کسی کو شک اور شبہ نہوگا اور یہ وہی عالم ہین جنکے تبحر کا سب کو اعتراف ہے اور جو فقہ کے موجد ہین۔ اور جنکی رائے یہ ہے کہ سجدۂ شکر مین کراہت تنزیہی ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ عبد القدوس صاحب گنگوہی علیہ الرحمۃ جو علاوہ روحانیت اور حقانیت کے علوم ظاہری مین بھی کمال رکھتے تھے اپنے رسالہ انوار العیون فی اسرار المکنون مین جواز سجدہ تحیت کی بحث مین امام اعظم اور امام مالک کا ایک قول نقل فرماتے ہین "کہ باید دانست کہ این مسئلہ مختلف فیہ است کما قالَ وفی اِشْماقِ المَدَاھِبِ وَاخْتَلَفُوا فِی سُجُودِ الشُّکْرِ فَقَالَ اَبُو حَنِیْفَۃَ وَمَالِکٌ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یُکْرَہُ وَالاَوْلیٰ اَنْ تَقْتَصِرَ عَلیٰ کَلِمَۃِ الشُّکْرِ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ امام ابو حنیفہ وامام مالک رضی اللہ عنہم سجدۂ شکر کو مکروہ جانتے ہین اور اسکی کراہت تنزیہی کے قائل ہین۔ اور ایسا ہی کتاب سفر السعادت مین لکھا ہے۔

اب غور فرمائیے کہ جس مسئلہ مین علاوہ اختلاف فقہا کے جنکو امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک رح مکروہ جانتے ہون وہ مسئلہ کسی مسلمان کی تکفیر کے واسطے کیونکر دلیل ہوسکتا ہے اور اس اختلاف ائمہ کو مفتی عزیز الرحمن صاحب نے جس عنوان سے پوشیدہ کیا ہے یہ کہان تک اُنکے تبحر کے موافق ہے۔

قطع نظر اسکے مفتی صاحب نے جس سجدہ کو کفر فرمایا ہے اور جسکی نسبت فقہا کا یہ اختلاف نقل ہوا ہے اور جو موجودہ حیثیت مین بھی کسی مسلمان کی تکفیر کے واسطے کافی نہین لیکن اب ہم ایک اور ایسا قول نقل کرتے ہین جس سے سجدۂ شکر و تحیت کا مستحب ہونا ثابت ہے اور ایسے مشہور اور مقدس علما کا قول لکھتے ہین جس سے مفتی صاحب شاید انکار نہ کرین گے۔ چنانچہ اسی رسالہ انوار العیون مین اور اسی بحث اور عبارت کے تحت مین شاہ عبدالقدوس صاحب نے حضرت امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہ قول جو سجدۂ شکر کے استحباب مین ہے نقل فرمایا ہے وَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ لَا یُکْرَہُ بَلْ ھُوَ مُسْتَحَبٌّ اور علاوہ اسکے صاحب سفر السعادت نے لکھا ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک سجدۂ شکر مسنون ہے۔

اب ناظرین غور فرمائین کہ جس سجدہ کو مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے کفر فرمایا ہے وہی سجدہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک مستحب ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی تحقیق مین مسنون ہے۔ پس ایسا اختلافی مسئلہ کسی مسلمان کی تکفیر کے واسطے کیونکر دلیل ہو سکتا ہے۔ لہذا اب ہم باٰواز بلند عرض کرتے ہین کہ مفتی صاحب کا یہ فتویٰ صریح عقلاً اور نقلاً غلط اور اصول شریعت کے خلاف اور بے بنیاد ہے نہ سجدۂ شکر و تحیت سے کوئی مسلمان کافر ہو سکتا ہے۔ نہ فقہا کے وہ اقوال جو مفتی صاحب نے نقل کئے ہین کسی مسلمان کی تکفیر کے واسطے کافی ہین۔

اصل یہ ہے کہ سجدہ کی دو صورتین قائم کیجئے ایک سجدۂ عبادت جو خاص خداوند عالم کے واسطے ہے۔ اور غیر خدا کے لیے حرام ہے۔ دوسرا سجدۂ تعظیم و تحیت یا شکر۔ اسکی نسبت فقہا نے اختلاف فرمایا ہے جیسا اوپر مذکور ہوا۔ لیکن مجرد سجدہ سے کوئی مسلمان کافر نہین ہو سکتا جب تک مسجود کے الٰہ ہونے کا یقین نہو اور مسلمان کے بارہ مین تو امام ابو حنیفہؒ کا یہ فتوےٰ ہے لَا یُکَفَّرُ اَھْلُ الْقِبْلَۃِ

کیونکہ اصل ایمان تصدیق قلبی ہے۔ اور جب تک یہ تصدیق انسان کے دلمین باقی ہے
تو کوئی فعل اُسکا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ اُسکو کافر نہین کرتا۔
مفتی صاحب نے ایک احرام پوش فرقہ کی عداوت مین یہ فتوے ایسا تحریر
فرمایا کہ جس سے خود مفتی صاحب کے اسلام اور ایمان مین نقصان آتا ہے کیونکہ مفتی صاحب
کی یہ دریدہ دہنی ایک احرام پوش فرقہ ہی تک محدود نہین رہتی۔ بلکہ اس تکفیر کا
سلسلہ بہت دور تک جاتا ہے۔ اور وہ مقدس اور ابرار بزرگ بھی اس کفر مین
شامل ہوتے ہین جو یقینی خدا کے مقبول اور برگزیدہ ہین۔ اور جنھون نے خود بھی
سجدۂ تحیت کیا اور سجدۂ تحیت کو جائز سمجھا۔
چنانچہ حضرات صوفیہ کرام کے جملہ ملفوظات اس ذکر سے بھرے ہوے ہین
اور اُنکا کوئی صفحہ ایسا نہ پائیے گا جو اس مضمون سے خالی ہو کہ فلان مرید حاضر ہوا۔
اور زمین بوسی کی۔ اور بعض ملفوظات مین تو بجاے لفظ زمین بوسی کے صاف صاف
الفاظ مین یہ لکھا ہے کہ اُسنے سجدہ کیا جس سے سجدۂ تحیت مراد ہے۔ اور اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صوفیہ نے ہمیشہ خود بھی سجدۂ تحیت کیا اور دوسرون کے
سجدۂ تحیت کو بخوشی منظور بھی کیا۔ اگر اسکو تفصیل کے ساتھ لکھا جائے تو اسکے واسطے
کئی دفتر درکار ہین اس لیے بہ نظر اختصار چند ایسے صوفیہ کرام کے اسمار گرامی نقل
کرتا ہون جنکا سجدۂ تحیت کرنا اور دوسرون کے سجدۂ تحیت کو منظور کرنا اُنکے ملفوظات
سے ثابت ہے۔ اور اسکا بھی اہتمام کرونگا کہ اُن صوفیہ کرام کا حوالہ دونگا جن کا
مشاہیر مین شمار ہے۔ اور جنکے تقدس کا سب کو اعتراف ہے اور جو پیشوائے خلق
سمجھے جاتے ہین۔ اور اسکی بھی پابندی کرونگا کہ ملفوظات کے مؤلف بھی وہی
لوگ ہون جنکا خاص اور ممتاز لوگون مین شمار ہو اور جو خود بھی صاحب فیوضات
وبرکات ہون۔ اور جنکو علوم ظاہری مین بھی کامل عبور ہو۔ اور ہمارے مفتی صاحب سے

بہت زیادہ فضل حاصل ہو۔

لہذا ابتدا اِس سلسلہ کی ہم حضرت شیخ العالم مخدوم احمد عبد الحق ردولوی قدس سرہٗ کے حالات سے کرتے ہین۔ کیونکہ آپ کا طبقۂ صوفیہ مین ممتاز بزرگون مین شمار ہے۔ اور اتباع شریعت وسنت مین بھی آپ کو کامل غلو تھا۔ اور ملفوظ بھی آپ کا زیادہ مستند اور معتبر اس وجہ سے ہے کہ جسکو بکمال احتیاط حضرت شاہ عبد القدوس صاحب گنگوہی نے تالیف فرمایا ہے۔ جو مشاہیر صوفیہ مین ہین اور ماسوا رتقدس باطنی کے علوم ظاہری مین بھی آپ کو تجر تھا۔ چنانچہ یہ ملفوظ جسکا نام انوار العیون فی اسرار المکنون ہے اور جسمین حضرت مخدوم ردولوی کے حالات اور واقعات مندرج ہین اسکا ہر ورق شاہد ہے کہ جب مریدین حاضر ہوتے تھے تو حضرت مخدوم کے آگے سر جھکاتے تھے۔ اور سجدہ تحیت کرتے تھے۔ جسکو شاہ عبد القدوس صاحب نے اس تشریح کے ساتھ لکھا ہے "مریدان حضرت شیخ العالم قدس سرہٗ پیش حضرت شیخ العالم سر پیش می آوردند وسجدہ پیش میرفتند۔ ومی نشستند۔ سبحان اللہ تا در آن حال چہ جمال میدیدند ومستغرق آن میگشتند۔ وامروز ہمان سنت مریدان حضرت شیخ العالم را جاری ست کہ پیش قبر حضرت شیخ العالم وپیش صاحب سجادہ سر بر زمین می نہند وسجدہ می کنند۔ اگر در ظاہر ممنوع است فاما در باطن مسموع است۔ وجواب این بوضوح تمام در فن ارادت گفتہ شدہ است شافی وکافی خواہد بود انشاء اللہ تعالیٰ"۔ (انوار العیون صفحہ ۴۹)

انوار العیون کی اس عبارت سے مریدین وحاضرین بارگاہ حضرت مخدوم کا تعظیماً سر جھکانا اور سجدۂ تحیت کرنا اور حضرت مخدوم کا اُنکی اِس عقیدت مندی کو منظور کرنا تو بخوبی ثابت ہے۔ مگر شاید یہ شبہ ہو کہ خود حضرت مخدوم نے بھی اپنے پیر دستگیر کے آگے سجدہ کیا ہے یا نہین۔ تو شاہ عبد القدوس صاحب نے اِسکی بھی تصریح کردی ہے

کہ حضرت مخدوم ردولوی جب شیخ المشائخ حضرت جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی علیہ الرحمۃ
کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ نے سجدہ کیا۔

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت مخدوم ردولوی جب آستانہ پیر برحق پر حاضر ہوئے تو
"شیخ المشائخ جلال الحق والدین قدس سرہٗ الیستادہ بر آستانہٗ خود منتظر قدوم حضرت
شیخ العالم قدس سرہٗ بودند ہادام کہ حضرت شیخ العالم برسیدند در زیر پای پیر خود افتادند۔
شیخ المشائخ جلال الحق والدین قدس سرہٗ بتعظیم تمام و بشفقت عظام بدست کرام
شیخ العالم را کنارہ گرفتند وبلطف ظاہر و نظر باطن بزبان مبارک فرمودند کہ اے
عبدالحق امروز تو مہمان من باشی۔ حضرت شیخ العالم قدس سرہٗ سر بر زمین بردند و باعتراف
عبودیت پیوستند"۔ (انوار العیون صفحہ ۹)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق علیہ الرحمۃ نے
پیر کے آگے سر جھکایا اور زمین بوسی کی۔ اور شیخ المشائخ قطب الاولیا حضرت
جلال الحق والدین قدس سرہٗ نے آپ کی اس عقیدت اور زمین بوسی کو قبول
اور منظور فرمایا۔

علیٰ ہذا قدمبوسی اور زمین بوسی کا رواج حضرت مخدوم شاہ مینا علیہ الرحمۃ کے
سلسلہ مین بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ مسعد علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت مخدوم
کا قصہ ہے کہ "چون مخدوم خیر آباد رسیدند ہمہ مریدان و معتقدان از اطراف وجوانب
می آمدند و پای بوس میکردند"۔ (سبع سنابل صفحہ ۸۰)

اسیطرح حضرت سید محمد گیسو دراز خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے
تذکرہ مین ہے "یکے از خلفای حضرتِ مخدوم سید محمد گیسو دراز است قدس سرہٗ
مردے دانشمند فحول وابستہ بمتابعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بود۔ در آنوقت
کہ سید محمد بر مخدوم شیخ نصیر الدین محمود آمدند۔ مخدوم بر اسپ سوار بودند۔ بازہ ایشان

بر پائے مخدوم بوسہ زدند۔ باز فرمود۔ فروتر۔ ایشان بر سُم اسپ بوسہ زدند۔ اما گیسو ایشان بر کاب آویختہ بود۔ باز مخدوم فرمود فروتر۔ ایشان بر زمین بوسہ زدند و گیسو ہمچنان آویختہ ماند۔ مخدوم فرمود میر سید محمد شما گیسو دراز دارید۔ (سبع سنابل صفحہ ۶۸)

حضرت سید محمد گیسو دراز جو شریعت رسول کے متبع اور پابند تھے اُنکا زمین بوسی کرنا اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کا بتاکید زمین بوسی کرانا اِس امر کی قطعی دلیل ہے کہ پیر کے آگے زمین بوسی کرنا جائز نہین بلکہ لازمی ہے۔ اور جس فعل کو مفتی عزیز الرحمٰن ممنوع فرماتے ہین۔ وہی فعل مریدین اور معتقدین کی ترقی درجات اور فیوضات باطنی حاصل کرنے کا خاص وسیلہ ہے۔ جیساکہ حضرت گیسو دراز کے اِسی قصہ مین ہے کہ جب حضرت مخدوم نے بار بار فروتر فروتر فرمایا تو دیکھنے والونکو بُرا معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم کو مناسب نہ تھا کہ ایک سیّد زادہ کے ساتھ ایسا کرتے "این سخن میر سید محمد شنیدند۔ گفتند ای ظاہر بینان شما چہ دانید کہ حضرت مخدوم مرا تا کجا کشیدند۔ و تا کجا رسانیدند۔ چون بوسہ بر ران ایشان زدم عالم ناسوت تمام بر ما کشف شد۔ و چون بر پائے مبارک ایشان بوسہ زدم عالم ملکوت کشف شد۔ و چون بوسہ بر سُم اسپ زدم عالم جبروت کشف شد۔ و چون بوسہ بر زمین زدم عالم لاہوت کشف شد۔ و گفتند کہ حضرت مخدوم در یک لحظہ کار مرا بہ تمام رسانیدند۔ و مردم ظاہر بین این را اہانت تصور کردند"

(سبع سنابل صفحہ ۶۹)

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ خود حضرت شیخ نصیر الدین محمود علیہ الرحمۃ نے بھی کبھی زمین بوسی کی ہے یا نہین۔ چنانچہ ملفوظات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت چراغ دہلی نے ہمیشہ اپنے مخدوم کے آگے سر جھکایا اور زمین بوسی کی۔ بلکہ حضرت سلطان المشائخ کے تمامی خلیفہ نے جو علم و زہد و ورع و تقوے و بذل و ایثار و عشق و محبت و ذوق و شوق اور باطنی کمالات مین شہرۂ آفاق تھے ہمیشہ قدمبوسی کی اور مخدوم کے آگے

سربسجود ہوے۔ مثلاً مولانا اخی سراج الدین جو علوم ظاہری مین کمال رکھتے تھے۔ اور
مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ جنکا علاوہ تبحر کے فصاحت اور بلاغت مین بھی شہرہ تھا اور
مولانا شمس الدین محمد بن یحییٰ علیہ الرحمۃ۔ اور مولانا شیخ قطب الدین منور علیہ الرحمۃ اور
مولانا حسام الدین ملتانی علیہ الرحمۃ اور مولانا علاء الدین نیلی علیہ الرحمۃ۔ اور مولانا
برہان الدین علیہ الرحمۃ۔ اور مولانا وجیہ الدین یوسف علیہ الرحمۃ اور مولانا سراج الدین عثمان علیہ الرحمۃ
اور مولانا شہاب الدین علیہ الرحمۃ اور علاوہ اِنکے وہ مریدان سلطان المشایخ جو شرف ارادت اور تقرب سے
مشرف تھے اور جنکا مخصوصین مین شمار تھا جیسے خواجہ ابو بکر مندہ اور قاضی محی الدین کاشانی اور مولانا
وجیہ الدینؒ پائلی۔ اور مولانا فخر الدینؒ اور مولانا فصیح الدینؒ اور حضرت امیر خسرو رح اور
مولانا امیر حسن رح علاء سنجری اور مولانا جمال الدینؒ اور مولانا جلال الدینؒ اور قاضی
شرف الدینؒ اور مولانا بہاء الدینؒ اور خواجہ مبارکؒ اور خواجہ مؤید الدینؒ اور خواجہ
تاج الدینؒ اور خواجہ ضیاء الدینؒ اور مولانا نظام الدینؒ شیرازی اور خواجہ سالار
وغیرہ بلکہ جملہ مریدین کا یہ خاصہ تھا کہ جب حضرت سلطان المشائخؒ کے حضور مین حاضر
ہوتے تو قدمبوس اور سربسجود ہوتے۔ (سیر الاولیا)

اب اِسکا بھی اظہار ضرور ہے کہ حضرت سلطان المشایخ نظام الحق والدین
قدس سرہ نے اپنے مریدان عقیدت کیش کی اِس زمین بوسی کو پسند فرمایا یا نہین۔ اور
خود بھی اپنے مخدوم کے آگے سر جھکایا یا نہین۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپکی
مجلس مین اِس مسئلہ پر گفتگو ہوئی کہ مریدین خدمت مخدوم مین حاضر ہو کر سربسجود
ہوتے مین۔ آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنے شیخ کی خدمت مین لوگون کو ایسا ہی
کرتے دیکھا ہے۔ اس وجہ سے مین منع نہین کرتا ہون (فوائد الفواد۔ سیر الاولیا)

اِسکے علاوہ حضرت سلطان المشایخ نے اپنی کتاب راحت القلوب مین
اول سے آخر تک یہی لکھا ہے کہ مین فلان تاریخ کو خدمت مخدوم مین حاضر ہوا اور

"دولت پاے بوسی حاصل شد" بلکہ آپ نے اس سجدۂ تحیت کی اباحت بھی ثابت فرمائی ہے۔

چنانچہ منقول ہے کہ ایک سیاح آپ کی خدمت مین حاضر تھا کہ وحید الدین قریش آئے اور زمین بوس اور سر بسجود ہوئے۔ مسافر نے بغیظ کہا کہ ایسا نہ کرو۔ حضرت سلطان المشائخ نے اُسکو یون سمجھایا کہ قاعدہ ہے کہ جو حکم فرض ہوتا ہے اور جب فرضیت اُسکی جاتی رہتی ہے تو استحباب باقی رہتا ہے۔ جیسا عاشور کا روزہ گذشتہ اُمتون پر فرض تھا مگر جب امت محمدیؐ کے لیئے فرضیت اُسکی منسوخ ہو گئی تو استحباب باقی رہا۔ علی ہذا پہلی اُمتون مین باہم سجدہ کرنا مستحب تھا چنانچہ رعیت بادشاہ کو شاگرد اُستاد کو اُمتی پیغمبر وقت کو عورت خاوند کو سجدہ کرتی تھی۔ جب دور محمدیؐ مین وہ سجدہ منسوخ ہو گیا تو اُسکا وجوب جاتا رہا لیکن اباحت باقی رہی۔ اور جب کہ یہ سجدہ مباح ہے تو مباح کا منع کرنا کہان آیا ہے۔ (فوائد الفواد۔ سیر الاولیا)

یہ بھی حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مین سجدہ تحیت کو اِس لیے منع نہین کرتا ہون کہ ہمارے شیخ کے سامنے لوگون کا یہی دستور تھا پس میرے منع کرنے سے دو باتین لازم آتی ہین۔ ایک تجہیل مشائخ۔ دوسرے تفسیق مشائخ (نعوذ باللہ منہا) (سیر الاولیا)

حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہٗ کی اِس گفتگو سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے مریدون کا سر بسجود ہونا پسند بھی فرمایا اور خود بھی اپنے مخدوم کے آگے سر بسجود ہوئے۔ اور سجدۂ تحیت کی اباحت ثابت فرمائی۔ اور اپنے پیران طریقت کی رضامندی ایسی وضاحت سے ظاہر فرمائی کہ اب نام بنام لکھنے کی ضرورت نہ رہی۔

علی ہذا حضرت شیخ العالم قطب الاولیا حریق المحبت فرید الحق والدین مسعود گنجشکر قدس سرہٗ نے اپنی کتاب فوائد السالکین جسمین خواجگان حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی ثم الدہلوی کے حالات اور ملفوظات نقل فرمائے ہین۔ اُسمین حضرت مخدوم کی خدمت مین اپنی حاضری کا ذکر کیا ہے تو یہی لکھا ہے کہ زمین بوس شدم۔ یا دولت قدمبوس حاصل شد۔

اِسیطرح شہید المحبت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اپنی کتاب دلیل العارفین مین جہان حضرت خواجہ اجمیری کی خدمت مین اپنی حاضری کا ذکر کیا ہے تو اُس سے آپ کا زمین بوس اور قدم بوس ہونا صاف ظاہر ہی معہذا سراج السالکین منہاج العارفین خواجۂ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ انیس الارواح مین نقل فرمایا کہ شہر بغداد مین حضرت جنید کی مسجد مین زیارت قدمبوسی حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے مشرف ہوا۔ اُسوقت اکثر مشائخ کبار خدمت مرشدی مین حاضر تھے۔ جب مین نے زمینِ ادب چومی تو آپ نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھو۔ مین نے حکم کی تعمیل کی۔

اب ناظرین انصاف فرمائین کہ یہ بزرگان دین جنکے اسماء گرامی نگارش گئے ہین صرف پیشوای طریقت اور روحانیت وحقانیت ہی کے معلم نہ تھے۔ بلکہ انکو علوم ظاہری مین بھی کامل عبور تھا۔ اور متبع شریعت وسنت تھے۔ اور یقینی مفتی عزیز الرحمن صاحب سے بہت زیادہ مسائل شرعیہ سے ماہر اور محقق تھے۔ اور اُنکے حالات اور ارشادات سے نہ صرف مخدوم کے آگے سر جھکانا اور زمین بوسی کرنا ثابت ہے بلکہ قبر بوسی اور مخدوم کے آگے سر بسجود ہونے کو سُنت ستائخین فرمایا ہے۔ اور اس زمین بوسی کو حصول فیضان الٰہی کا وسیلہ بتایا ہے۔ اور سر برزمین نہادن کا مباح ہونا ثابت کیا ہے۔ اور برعکس اس کے ہمارے

فاضل مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ قریب رکوع جھکنا بھی داخل سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے۔ اور فاعل سجدۂ تعظیمی کو کافر کہدیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ تعظیم وتحیت کے رموز واسرار سے جسقدر واقفیت مفتی صاحب کو ہے تمامی بزرگان دین اور سلف صالحین کو نہ تھی۔

مفتی صاحب نے ایک احرام پوش فرقہ کی آڑ مین گویا اُن تمامی مقدس اور ابرار بزرگون کو (معاذاللہ) کافر قرار دیدیا ہے جو سجدۂ تحیت کو مباح اور سُنت پیران عظام جانتے ہین۔ معلوم نہین کہ مفتی صاحب نے اِس تکفیر عام کو باعث ثواب سمجھا ہے۔ یا بزرگانِ طریقت سے خاص عداوت ہے جو اِس پیرایہ مین اُنکی تکفیر اور توہین پر آمادہ ہوگئے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کی یہ دریدہ دہنی انھین بزرگان دین اور اہل اللہ کی ذات تک محدود نہین ہے۔ بلکہ اِسکا سلسلہ دور تک جاتا ہے کیونکہ قدمبوسی اور زمین بوسی کا وجود اُس مقدس جماعت مین بھی پایا جاتا ہے جنکے افراد عرب۔ عجم۔ عراق وغیرہ مین پیدا ہوے۔ چنانچہ اب ہم اُن حضرات کے نام نامی بھی درج کرتے ہین جو دوسری ولایت مین پیدا ہوئے۔ اور جنکا متقدمین حضرات صوفیہ مین شمار ہے۔ اور اُنھون نے زمین بوسی کی۔

چنانچہ حضرت خواجہ ابواسحاق شامی علیہ الرحمۃ کے حالات مین منقول ہے کہ "خواجہ درخانہ علو دینوری آمد وپاے بوس کرد" (سبع سنابل صفحہ ۲۱۵)

علی ہذا حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ کے حالات مین لکھا ہے کہ حسب اشارت خضر علیہ السلام حضرت خواجہ ہبیرہ بصری کے مکان پر گئے اور سربسجود ہوے۔ اور حضرت خواجہ نے شفقت فرمائی جسکی اصل عبارت یہ ہے "علو دینوری بحکم بشارت درخانہ ہبیرہ بصری آمد وسر بر زمین نہاد شیخ ہبیرہ بصری

نظر بر شیخ علو دینوری کرد و گفت بیا ای علو دینوری کار تو ہمیشہ علو دینوری است،، (سبع سنابل صفحہ ۲۱۳)

ایک صاحب عقیدت نے حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ کے پاؤن پر سر جھکایا اور آپ نے منظور فرمایا۔ (تذکرۃ الاولیا صفحہ ۶۹)

خود حضرت ابراہیم ادہم بلخی قدس سرہٗ کا حال سُنیے کہ آپ نے حضرت خواجہ فضیل عیاض قدس سرہ کی قدمبوسی کی اور حضرت فضیل خوش ہوئے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ،، ابراہیم ادہم در خانقاہ فضیل عیاض آمد و شرف پای بوس او حاصل کرد۔ خواجہ لطف بے حد فرمود و گفت ای ابراہیم بادشاہ دنیا بودی بادشاہ دین گشتی بہ مقام ما بہ نشین و خرقہ مشائخ ما در برکنی واز درویشان کبار گردی،، (سبع سنابل صفحہ ۲۱۰)

محرم حریم جمال ایزدی واقف اسرار سرمدی حضرت خواجہ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کے حالات مین ہے کہ ایک جماعت نے آپ کی قدمبوسی کی اور آپنے قبول فرمایا۔ اگر قدمبوسی ممنوع ہوتی تو آپ ہرگز رضامندی نہ ظاہر فرماتے کیونکہ آپ علاوہ طریقت کی سرداری کے عالم متبحر اور متبع شریعت بھی تھے چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز آپ رفقا کے ہمراہ قریب دریائے دجلہ کے تشریف لے گئے۔ اور شراب خوارون کی ایک جماعت کو دیکھا۔ رفقا نے عرض کیا کہ آپ انکے واسطے بددعا فرمائیے کہ یہ لوگ دریا مین غرق ہون۔ ارشاد ہوا کہ ہاتھ اُٹھاؤ۔ اور آپ نے یہ دعا فرمائی کہ الٰہی جسطرح انکو دنیا کے عیش مین تو نے خوش رکھا ہے عقبیٰ مین بھی انکو عیش و خوشی مرحمت فرما۔ رفقا متعجب ہوے اور کہا یا حضرت اسمین کیا اسرار ہے۔ آپ نے فرمایا توقف کرو۔ کہ فوراً اُن لوگون نے آپ کے آگے سر جھکایا اور توبہ کی جسکی اصل عبارت یہ ہے ،، آن جمع چون شیخ را

رادیدندر باب۔ بشکستند وخمر بریختند وگریہ ایشان افتاد ودر پای شیخ افتادند وتوبہ کردند وشیخ گفت دیدید کہ مراد جملہ حاصل شد بے غرق وبے آنکہ رنجے بکسے رسد،،
(تذکرۃ الاولیا صفحہ ۱۷۰)

حضرت خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمتہ کا یہ شعر بھی ہمارے دعوی کی دلیل ہے

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

بلکہ آپ نے مخدوم کی قدمبوسی کے علاوہ یہ فرمایا ہے کہ جو زمین گذرگاہ مخدوم ہے صاحب دید ویافت وہان سجدہ کرتے ہین۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمتہ جنکے تبحر اور تقدس کا زمانہ معترف ہے اُنھون نے ایک ارادتمند سے بہ تکرار قدمبوسی کرائی بلکہ اپنے سامنے گویا سربسجود ہونے کا حکم دیا۔ اور اس سر جھکانے کے فوائد بھی بیان فرمائے جسکو صاحب سیر الاولیا نے بھی لکھا ہے۔ مگر ہم اس حکایت کو فوائد الفواد سے نقل کرتے ہین کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین فرماتے ہین کہ۔ ،، شنودم از خدمت شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہٗ العزیز کہ وقتے شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمتہ در راہے سوار میرفت۔ مریدے پیش آمد وآن مرید پیادہ بود۔ وزانو شیخ ببوسید۔ شیخ فرمود۔ فروتر مرید پاے شیخ ببوسید شیخ فرمود۔ فروتر۔ مرید زانو اسپ ببوسید۔ شیخ فرمود فروتر مرید سُم اسپ ببوسید۔ شیخ فرمود فروتر۔ مرید زمین بوسید۔ آنگاہ شیخ فرمود کہ درین چہ ترا فرمودم فروتر فروتر۔ مقصود من نہ بوسیدن زمین بود۔ ہرچہ فروتر می شدی درجہ تو بالای تر می شد،،
(فوائد الفواد صفحہ ۲۲۸)

تعجب ہے کہ جس فعل کو ان معتدر اور ممتاز حضرات صوفیہ کرام کے تقدس اور تبحر نے جائز اور مباح بلکہ مفید اور لازمی جانا یعنی خود بھی اپنے مخدوم کے

آگے سر جھکایا اور دوسرون کے سر جھکانے کو خوشی کے ساتھ منظور بھی کیا۔ اور بعض نے بتاکید و تکرار اپنے حلقہ بگوش کو سر بسجود ہونے کا حکم دیا۔ مگر ہمارے مفتی عزیز الرحمن صاحب کا فضل تمام جہان کے عالمون سے بڑھا ہوا ہے اور آپ کی تحقیق بھی جملہ محققین کی تحقیقات سے زیادہ معلوم ہوتی ہے جب تو آپ کا یہ حکم ہے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے اور مرتکب اسکا کافر ہے۔ اب سوائے اسکے اور کیا کہا جائے کہ مفتی صاحب کو جس آسانی سے اس مسئلہ کی تحقیق ہو گئی اور کفر مطلق کے اسرار سے آپ خبردار ہو گئے ہمارے تمامی بزرگان دین کا علوم ظاہری مین تبحر کچھ کام نہ آیا اور اس کفر و ایمان کے فرق کو وہ بالکل نہ سمجھ سکے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بقول مفتی صاحب اُنکے مرتکب فعل شرک و کفر ہونے مین کوئی تردد نہین رہا (نعوذ باللہ)

مفتی صاحب کا یہ فتوی جسکا دائرہ چنگیز خانی فرمان سے بھی زیادہ وسیع ہے جسنے بغیر کسی لحاظ اور امتیاز کے اول سے آخر تک قریب قریب جملہ مسلمانون کو کافر بنا دیا۔ اور یہ حملہ صرف عوام الناس یا ایک فرقۂ احرام پوش ہی پر نہین ہوا بلکہ ماسوا، عامہ مسلمین وہ حضرات جو اسلام کی جان اور مسلمانون کے سر تاج ہین اُنکو بھی نہین چھوڑا۔

مفتی صاحب کا یہ فتوے بقول اڈیٹر الرشید کسی خاص گروہ کے واسطے نہین ہے بلکہ عام ہے۔ اور واقعی اسکا اثر ایسا عام ہے کہ موجودہ مسلمانون کے علاوہ گذشتہ بزرگان دین کی بھی تکفیر کا اسنے حکم دیدیا ہے مگر مین سمجھتا ہون کہ کسی خاص گروہ کے لیے یہ فتوی ہوتا تو اچھا تھا اس لیے کہ وہ گروہ مفتی صاحب کے اس احسان کا شکریہ تو ادا کرتا۔ اور ممنون تو ہوتا کہ مفتی صاحب کی معرفت وہی خطاب نصیب ہوا جو ہمارے پیشواؤن کو مل چکا ہے۔ اور اس کفر کی بدولت ہمارے قدیم رہنماؤن کی سنت بھی ہمسے ادا ہو گئی۔

مفتی عزیز الرحمن صاحب کے اس فتوے کا اثر اگر حضرات صوفیہ کرام ہی کی ذاتِ اقدس تک محدود رہتا اور انھین مقبولانِ بارگاہِ ایزدی اور محبوبانِ حضرت سرمدی کو (معاذ اللہ) کافر بنا کر چھوڑ دیتا تو بھی غنیمت تھا۔ لیکن غضب تو یہ ہے کہ اس تکفیر کی رسی دراز ہے۔ اور یہ سلسلہ ابھی اور آگے جاتا ہے۔ اور ان لوگون کو بھی تکفیر مین شامل کرتا ہے جو سابق الایمان ہین اور جنکے دلون مین پہلے اسلام نے اپنا گھر بنایا۔ جن کے ہاتون سے خدا کے دین کی نشو و نما ہوئی۔ جنکو رسول اللہ نے ستارون سے مشابہ فرمایا۔ جنکے ایمان اور ایقان کی خدا نے شہادت دی۔ جو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے مصداق ہوئے۔ مگر مفتی صاحب کے اس دام تکفیر سے وہ بھی نہین چھوٹ سکتے۔ کیونکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے بھی سر جھکایا اور قدمبوسی بھی کی۔ جسکو بہت اختصار کے ساتھ تفصیلاً ہم نگارش کرتے ہین۔

چنانچہ سید محمد مبارک العلوی الکرمانی المدعو بہ امیر خورد اپنی کتاب سیر الاولیا مین لکھتے ہین کہ مین نے سلطان المشائخ حضرت نظام الحق والدین علیہ الرحمۃ کے قلم سے لکھا دیکھا ہے کہ قَالَ صُهَيْبٌ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَهُ یعنی حضرت صہیب صحابی رسول اللہ کہتے ہین کہ مین نے علی کو جناب عباس کے ہاتھ پاؤن چومتے دیکھا۔

اور مشکوۃ شریف مین ہے کہ قبیلہ بنی عبد قیس نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمون کو بوسہ دیا۔ جسمین جھکنا بقدر سجدہ کے لازم آتا ہے اور مفتی عزیز الرحمن صاحب کے حکم قطعی کے صریح خلاف معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ وَعَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ

(ابو داؤد)

اور صحیح روایت مین ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت
خاتم النبیین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاشش مبارک کو
بوسہ دیا۔ (مشکوٰۃ)
غرض روایات مذکورہ سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے اصحاب اجلہ کا قریب
رکوع اور بقدر سجدہ کے جھکنا بلکہ پاؤن چومنا ظاہر ہوگیا جو سجدۂ تحیت کی اباحت اور
استحباب کے واسطے کافی دلیل ہے۔ کیونکہ علمار اسلام تمامی مسائل شریعت انھین
اصحاب رسول اللہ کے افعال واقوال سے مستخرج کرتے ہین۔ اور اصول دین کا انھین
کو ماہر جانتے ہین۔ مگر مفتی عزیزالرحمٰن صاحب کا یہ استدلال دیکھ کر کہ قریب رکوع
بھی جھکنا داخل سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے بیساختہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید کفر اور
ایمان کی حقیقت کو جیسا مفتی صاحب موصوف نے جانا ہے باوجود سابق الایمان
ہونے کے اصحاب رسول اللہ بھی نہین سمجھے۔ یا اسکو دوسری لفظون مین یون کہا جائے
کہ (معاذاللہ) اصحاب رسول اللہ نے بھی مفتی صاحب کے حکم قطعی کے خلاف کیا۔ اِس لیے کہ
مفتی عزیزالرحمٰن صاحب کا تو صاف صاف الفاظ مین یہ حکم ہے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے۔
اور اسی اصول پر جناب مفتی صاحب نے فقرا کے بہت بڑے گروہ کو تکفیر کا خطاب
مرحمت فرمایا ہے۔ مگر مشکوٰۃ اور ابوداؤد کی صحیح حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب
رسول مقبول قریب رکوع بلکہ بقدر سجدہ جھکے بھی اور پابوسی بھی کی۔ اب مفتی صاحب کا
فتوے اگر بطور کلیہ کے مان لیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرات صوفیہ کرام کی طرح
یہ خدا کے پیارے اور مسلمانون کے سرتاج بھی داخل تکفیر ہوے (نعوذ باللہ)
جناب مفتی عزیزالرحمٰن صاحب نے فقرا احرام پوش کی تکفیر کے واسطے یہ حکم ایسا
جامع صادر فرمایا ہے کہ نظر غائر سے دیکھا جائے تو اس ایک فتوے نے اسلام کے
تیرہ سو برس کے دفتر کو درہم وبرہم کر دیا۔ اور مسلمانون کی قبائے ایمان کو اِس طرح

پرزے پرزے کیا کہ اب سوائے کفر کے اور کچھ نظر نہین آتا۔ اور ایک احرام پوش فرقہ سے لیکر اصحاب رسول اللہ تک مفتی صاحب کے اس خود ساختہ کفر مین سب داخل ہو گئے۔

اسکو بھی ہم بہت غنیمت جانتے اگر مفتی صاحب کی اس تکفیر کا سلسلہ اصحاب رسول اللہ ہی تک پہونچکر ختم ہو جاتا۔ لیکن غضب تو یہ ہے کہ اس تکفیر کا ہاتھ اور بھی آگے بڑھتا نظر آتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ عثمان بن مظعون کی لاش کو خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا۔ (مشکوٰۃ)

مفتی صاحب کی اس تکفیر کا سلسلہ اب انتہا تک پہونچ گیا۔ اور آپ کے اِس اجتہادی اور محققانہ کلیہ کے اثر نے اِسقدر ترقی کی کہ کسی گروہ اور کسی طبقہ کو نہین چھوڑا۔ کیونکہ یہی ایک فتوے بلا لحاظ اور بغیر امتیاز کے اول سے آخر تک سب کو دام تکفیر مین گرفتار کر سکتا ہے۔ اب اگر ہم ایک مشہور شاعر کے ہم نوا ہو کر یہ شعر پڑھین تو شاید کسیطرح بے محل اور ناموزون نہ ہوگا۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے مین
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین

اور سوائے اسکے چارہ نہین کہ مفتی صاحب کے سامنے صاف صاف الفاظ مین اقرار کرین کہ بیشک سجدۂ شکر و تحیت کو ہم مباح اور مستحب جانتے ہین۔ اور جھکنا اور پابوسی کرنا بغیر خیال عبادت ہرگز ممنوع نہین سمجھتے۔ اور بخوشی و رغبت اِس کو بھی منظور کرتے ہین کہ ہمارا حشر و نشر اُنھین حضرات کے ساتھ ہو۔ اور خدا اُنھین کی اتباع و محبت مین ہمکو مصروف رکھے جنھون نے سجدۂ تحیت کو مباح سمجھا اور خود بھی کیا۔ اور آپ اور آپ کے پیشوا جناب قہستانی کو اختیار ہے کہ جسکو چاہے تکفیر کا خطاب دین اور جو مشرب مناسب معلوم ہو اُسپر عمل فرمائین۔ مگر اسکا بھی خیال رہے کہ قیامت کا

دن بھی قریب ہے۔ کہین ایسا نہ ہو کہ مسلمانون اور مسلمانون کے بڑے بڑے
پیشواؤن کو علانیہ کافر کہنا کوئی رنگ نہ لائے۔ کیونکہ ترمذی مین سمُرہ بن جندب سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے پر لعنت نہ کرو
اور نہ کسی پر خدا کا غضب ڈھاؤ اور نہ کسی کو دوزخی کہو۔ (ترمذی و ابو داؤد)

اور ابو مسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو
کافر کہہ کے پکارے یا اللہ کا دشمن بتائے حالانکہ وہ ایسا نہ ہو تو وہ کلمہ کفر اوسی پر
رجوع کرتا ہے (رواہ البخاری و مسلم)

لیکن مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت مین ایک بات عرض کرنا اور باقی ہے وہ
یہ کہ آپ نے جو سجدہ کو مطلقاً کفر اور مرتکب سجدہ کو کافر ٹھیرایا جسکے روسے عام مسلمان اور
اُنکے جملہ پیشوا دائرۂ اسلام سے خارج ہو سکتے ہین۔ یہان تک بھی غنیمت تھا۔ مگر آپ نے
اسکے بعد جو حکم صادر فرمایا ہے وہ بہت اہم اور دشوار ہے کیونکہ اس عالمگیر تکفیر کے
اثر سے شاید دو چار مسلمانون کا ایمان کسی طریقہ سے بچتا بھی تو دوسرا حکم آپ کا ایسا جامع ہے
کہ اب ہزار تاویل کرین مگر ایک شخص کا بھی ایمان بچے یہ بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اور
اب ہرگز ایماندار ہونے کا دعوے کوئی نہین کرسکتا۔ اس لئے کہ آپ تکفیر کا حکم قطعی
دینے کے بعد یہ فرماتے ہین کہ "دائم انکے ساتھ ارتباط و اختلاط۔ محبت۔ وداد حرام و ناجائز
ہے" حالانکہ آپ کا یہ فرمان اصول شریعت اور مذہب ائمہ اسلام ہی کے منافی نہین ہے
بلکہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق و سنت کے صریح خلاف ہے۔

لہٰذا طبقۂ اسلام مین مرتکب سجدہ تحیت کے ساتھ ارتباط و اختلاط محبت وداد کے
جواز اور عدم جواز کی اگر تشریح کی جائے تو بہت طوالت ہوگی اس لیے ہم آپکو نہایت
اختصار کے ساتھ یہ دکھاتے ہین کہ مرتکبین سجدۂ تحیت کا تو کیا ذکر ہے شریعت اسلام نے
ہمکو یہان تک جازت دی ہے کہ ایسا کافر جسکا کفر نص صریح سے ثابت ہے اُسکے

ساتھ بھی ارتباط و اختلاط جائز ہے۔

اِسکی نسبت ہم زیادہ بحث نہ کرینگے بلکہ ایک ایسی صحیح حدیث نگارش کرتے ہین جو اس مسئلہ کے لیے بطور کلیہ کے اور ہمارے دعوے کے واسطے قطعی دلیل ہے۔ چنانچہ صاحب سفر السعادت نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ایک یہودی کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ لیکن ہم اس حدیث کو شرح سفر السعادت مصنفہ شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی سے یہان نقل کرتے ہین ”بخاری و ابوداؤد از انس رض آوردہ اند کہ پسر کے بود از یہود کہ خدمت میکرد پیغمبر را صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پس بیمار شد پس آمد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ عیادت وی“

یہ حدیث کا پہلا حصہ ہے جس سے حضور سرور عالم کا عیادت یہود کے واسطے جانا ثابت ہوا جو عین ارتباط و محبت کی دلیل ہے۔ چنانچہ خود محدث دہلوی نے اس حدیث کو ختم کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ”ازین حدیث معلوم شد کہ استخدام کافر درست است و عیادت کافر جائز است (شرح سفر السعادت صفحہ ۲۴۹)

اور کتاب مظاہر حق مین نواب قطب الدین خانصاحب اس حدیث کی شرح مین یہ تحریر فرماتے ہین ”اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خدمت کروانی کافر ذمی سے اور جائز ہے عیادت اُسکی“

اور کتاب خزانہ مین لکھا ہے کہ ”یہود کی عیادت مین مضائقہ نہین اور علما کا اختلاف ہے مجوسی اور فاسق کی عیادت مین۔ اور صحیح تر یہ ہے کہ مضائقہ نہین“

اب جناب مفتی صاحب یہ ارشاد فرمائیے کہ اس مسئلہ مین آپکی تقلید مناسب ہے یا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت ہمکو لازم ہے یا معاذ اللہ یہ سمجھا جائے کہ خود رسول اللہ نے بھی آپ کے قول کی مخالفت کی اور توبہ توبہ فعل حرام و ناجائز کے مرتکب ہوئے۔ لیکن ہم بحالت صحت نفس اور ثبات عقل اقرار کرتے ہین بلکہ لکھ

دیتے ہین کہ واللہ ہمکو آپکی تقلید ہرگز ہرگز منظور نہین ہے - اور انشاءاللہ بقدر حیثیت
خلاق رسول اللہ کی اتباع کرین گے - اور کبھی ارتباط و اتحاد کو حرام و ناجائز نہ سمجھین گے
حالانکہ مشکوٰۃ اور سفر السعادت کی ان صحیح حدیثون سے بخوبی ثابت ہوا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی لاش کو بوسہ بھی دیا اور یہودی کی عیادت
کو بھی گئے - اور دونون واقعات ایسے ہین کہ اب اور کسی دلیل کی ضرورت نہین - مگر چونکہ
جناب سرور عالم کے یہ دونون فعل ایسے ہین جو مفتی عزیز الرحمن صاحب کے حکم قطعی کے
صریح خلاف ہین اس وجہ سے خیال ہوتا ہے کہ شاید ہمارا یہ استدلال بھی جناب
مفتی صاحب کے دل پر کچھ اثر نہ کرے - کیونکہ حضرات علماء دیوبند تو پہلے ہی سے رسول اللہ
کے بے مثل ہونے کے قائل نہین ہین - اگر اسوقت بھی ہمارے فاضل مفتی صاحب
اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا حوالہ دیکر یہ فرمائین کہ رسول اللہ بھی مثل ہمارے ایک بشر تھے اور اُنسے
اِس مسئلہ مین فاش غلطی ہوئی - اور بڑا سبب غلطی ہونے کا یہ دکھائین کہ وہ اُمی
محض تھے اور ہم سند یافتہ عالم اور دستار بند فاضل اور دار العلوم دیوبند کے
مفتی اور زینت مسند قضا ہین تو مفتی صاحب کے اِس خیال کا کیا علاج ہوسکتا ہے
اور نہ اِس صریح واقعہ سے ہم انکار کرسکتے ہین کہ رسول اللہ اُمی نہ تھے - اِس واسطے
اب ایسے قوی ثبوت کی ضرورت معلوم ہوتی ہے جسمین نہ تاویل و تنقید کی گنجائش ہو
اور نہ کسی کو انکار کی جرأت ہو بلکہ چار و ناچار مفتی صاحب بھی جسکو منظور فرمائین -

لہذا رسول اللہ سے زیادہ افضل بلکہ رسول اللہ کا خالق اور معبود جو بشریت سے
بھی معرا اور سہو و نسیان سے بھی مبرا ہے اُسکا فعل ہم سنداً پیش کرتے ہین کہ جس محبت
و وداد کو مفتی صاحب نے حرام و ناجائز فرمایا ہے وہ خاص سُنت الٰہی ہے - چنانچہ
اِسمین شاید کسی کو عذر نہ ہوگا کہ گنہگار - فاسق - فاجر - کافر - مشرک بندون کے ساتھ
بھی اگر مان باپ سے زیادہ اور بلا غرض اور لازوال محبت ہے تو خالق حقیقی جل جلالہ کو ہے

کیونکہ وہ رزاق مطلق ایک قطعی کافر کی بھی اُسی طرح خبر گیری کرتا ہے جسطرح ایمان دار
بندون کو روزی پونہچاتا ہے۔ جسکی تعریف مین آج سے چھ سو برس پیشتر سعدی علیہ الرحمۃ
نے لکھا ہے کہ "تو کہ با دشمنان نظر داری"

غرض ہر ایک ملحد۔ مرتد۔ کافر۔ زندیق کو پرورش کرنے والا اور بحیثیت خالق اور
خداوند ہونے کے سب کی نگہداشت اور سب کے ساتھ سچی اور بے غرض محبت کرنیوالا
اگر کوئی ہے تو ذات حضرت واحدیت ہے۔ لہٰذا مفتی صاحب کو اختیار ہے کہ جسطرح
آپ کے بڑون نے اپنی علمی قابلیت کا یہ ثبوت دیا ہے کہ امکان کذب باری تعالیٰ
ثابت کیا ہے آپ اِسکا بھی الزام خداوند عالم کو دین کہ ہمارے فتوے کے خلاف
وہ کافرون کی پرورش اور نگہداشت کرتا ہے اِس لیے (معاذ اللہ) وہ فعل حرام
و ناجائز کا مرتکب ہوا۔

اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا،

مفتی صاحب کا یہ فتوےٰ دیکھ کر صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب
کے وہم و خیال کا جہانتک گذر ہو سکتا ہے وہان تک آپ کے اِس اجتہادی فتویٰ
کا بھی اثر پہونچ سکتا ہے۔ یہ کلیہ ایسا جامع ہے کہ خاطی اور غیر خاطی کا بھی فرق و امتیاز
کرنے کی ضرورت نہین۔ اور یہ خیال کرنے کی بھی چندان حاجت نہین کہ کسکی ہدایت کا
ہمکو حق حاصل ہے اور کسکی شان مین زبان ہلانے کی بھی مجال نہین۔ مفتی صاحب
کی تحقیق و ذہانت کا یہ عجیب کرشمہ ہے کہ اگر آپ کے اِس فتوےٰ پر عمل کیا جائے تو
فقرا و احرام پوش کے ساتھ تمامی مسلمان اچھے۔ برے۔ چھوٹے۔ بڑے۔ دوست
دشمن سب کو دام تکفیر مین گرفتار کر سکتے مین۔ اِس موقع پر خواجہ وزیر کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

دیکھا جسے گھائل کیا تاکا جسے مارا
اُس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ

کاش مفتی صاحب ایسا جامع اور وسیع المعنی فتوے نہ دیتے اور کوئی دوسرا جرم تلاش فرماکر ایک فرقۂ احرام پوش ہی کو کافر۔ مشرک۔ ملعون۔ مردود بناتے تو بھی مضائقہ نہ تھا۔ اس لیئے کہ یہ خاکساران ہند مفتی صاحب کے اُس محققانہ ارشاد سے شاید رنجیدہ اور ناخوش بھی نہ ہوتے۔ کیونکہ جو لوگ دنیا کی دولت۔ ثروت۔ عیش۔ راحت۔ کو خیرباد کہتے ہین۔ وہ لوگ عزت۔ ذلت۔ نیک نامی۔ بدنامی۔ توہین۔ توصیف کو برابر جانتے ہین۔ خصوصًا ملامتی مشرب والے تو ہمیشہ کوچۂ رسوائی مین رہتے ہین۔ اور اگر اُنکو سمجھاؤ تو کہتے ہین۔

گرچہ بدنامی ست نزدِ عاقلان	
ما نمی خواہیم ننگ و نام را	

لیکن افسوس اسکا ہے کہ مفتی صاحب نے جس اسلام کی تائید و حمایت مین قلم اُٹھایا اُسکو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور جس طرح نادان دوست باعث تکلیف و نقصان ہوتا ہے اُسی طرح مفتی صاحب کے ہاتھ سے اسلام کے پہلو کو یہ ایسا ناقابل برداشت صدمہ پہونچا کہ آج تک کسی دشمن اسلام کے ہاتھ سے بھی اسلام اور اہل اسلام کی نہ ایسی توہین ہوئی اور نہ ایسی بدنامی۔ اور چونکہ ایک معزز مسلمان بھائی اور مقتدر ہم مذہب کے ہاتھ سے یہ صدمہ پہونچا ہے تو اب سوا اس کے اور کیا کہہ سکتے ہین۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند	
سعدی از دست خویشتن فریاد	

اس سے زیادہ بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک مسلمان عالم نے بغیر تحقیق و تدقیق ایسا فتوے دیا کہ فرقۂ احرام پوش کے ساتھ جملہ مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہوے جاتے ہین۔ اور صرف اُنکی تکفیر ہی نہین کی گئی بلکہ وہ ایسے مجرم

قرار پائے کہ اُنکے ساتھ ارتباط و اختلاط و محبت و وداد حرام و ناجائز ہو گیا۔
معلوم نہین اِسمین کیا مصلحت تھی کہ مفتی صاحب نے اصول شریعت کے خلاف مسلمانون کی تکفیر مین اسقدر عجلت فرمائی - حالانکہ علماء معتبرین نے صاف صاف لکھدیا ہے کہ مسلمان کی تکفیر مین تامل اور احتیاط بلیغ کرنا چاہیے - چنانچہ علامۂ علی قاری علیہ الرحمۃ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ علما نے کفر کے مسئلہ کے متعلق لکھا ہے کہ جب کسی سوال مین ننانوے احتمال کفر کے ہون اور فقط ایک احتمال ایسا ہو جس سے کفر کی نفی ہو سکے تو مفتی اور قاضی پر لازم ہے کہ وہ اُس احتمال پر عمل کرے جو نافی کفر ہو - کیونکہ غلطی سے ہزار کافرون کو حلقۂ اسلام مین داخل کرنے کی نسبت فقط ایک مسلمان کو حلقۂ اسلام سے خارج کردینا زیادہ آسان ہے - یعنی ہزار کافرون کو غلطی سے مسلمان کہنے مین اتنا ہرج نہین ہے جسقدر کہ ایک مسلمان کو حلقۂ اسلام سے خارج کرنے مین ضرر و نقصان ہے -
مگر مفتی عزیز الرحمن صاحب نے اِس اصول شریعت پر ذرا توجہ نہین فرمائی - اور علامۂ علی قاری کے اِس قول کے خلاف مسلمانون کے بہت بڑے اور کثیر التعداد گروہ کو علانیہ تکفیر کا خطاب مرحمت فرمایا - اور اگر مفتی صاحب کے قایم کردہ کلیہ پر غور کیا جائے تو جملہ مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج نظر آتے ہین - حالانکہ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے تو صاف صاف یہ فرمایا ہے کہ اہل قبلہ کافر ہو ہی نہین سکتا - مگر ہمارے فاضل مفتی صاحب نے اِسکا مطلق خیال نہین کیا - اور بے دھڑک مسلمانون کو ملعون بھی کہدیا اور کافر اور مشرک بھی بنا دیا - حتے کہ اُنکے ساتھ ارتباط و اختلاط وغیرہ کو بھی حرام و ناجائز کردیا -
اگر مفتی صاحب نے اپنے اجتہاد کو فقہائے متقدمین کے اقوال پر ترجیح دی تھی اور اُنکی رائے کو بے وقعت سمجھا تھا تو ہم یہ عرض کرین گے کہ مفتی صاحب نے اسکا بھی

لحاظ نہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صریح الفاظ مین ممانعت فرمائی ہے کہ کسی مسلمان کی تکفیر نہ کرو۔ چنانچہ عبداللہؓ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مسلمان کو برُا کہنا فسق ہے اور اُسکا قتل کرنا کفر ہے (رواہ البخاری ومسلم)

اور زیدؓ بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے گنہگار موحدون کو جنت یا دوزخ مین داخل نہ کرو۔ اور اللہ کے بندون کا اُنکے رب کے بغیر محاسبہ نہ کرو۔ (رواہ الطبرانی والکبیر)

اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے اُس کے لیے اللہ اور اُس کے رسول کا ذمہ ہے۔ سو اُس کے ذمے مین اللہ کا عہد نہ توڑو۔ (رواہ البخاری)

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ طعنے دینے والا لعنت کرنے والا فحش گو زبان دراز نہو (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن)

اِن حدیثون مین صاف صاف ہمارے رحمت للعالمین نے فرمادیا ہے کہ جو ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔ ہماری طرح نماز پڑھے۔ ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ میری اُمت کے گنہگارون کو دوزخی نہ کہو۔ طعنے نہ دو۔ لعنت نہ کرو۔ لیکن مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے مسلمان سمجھنے کے لیے نہ اِنمین سے کوئی شرط قبول کی اور نہ ملعون اور مردود کہنے سے باز آئے۔ بلکہ کفر اور اسلام مین فرق سمجھا تو اسیقدر کہ سلام کرنے مین قریب رکوع بھی جھکنا سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے۔

احادیث مذکورہ سے بھی زیادہ واضح اور نہایت صراحت کے ساتھ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے یہانتک فرمادیا ہے کہ میری اُمت مین جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہون اُنکو بھی کافر نہ کہو۔ چنانچہ واثلہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اپنے

اہل ملت کی تکفیر نہ کرو اگرچہ وہ کبائر کے مرتکب ہون رواہ ابن النجار واخرجہ الطبرانی
فِی الْاَوْسَطِ عَنْ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ مَعْنَاہٗ

باوجودیکہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ نے صریح طور پر ممانعت فرمائی ہے کہ مرتکب کبیرہ کی بھی تکفیر نہ کرو۔ مگر کبیرہ اور صغیرہ کا فرق و امتیاز کیسا مفتی صاحب نے تو بغیر تحقیق و تفتیش کے ہزارہا مسلمانون کو علانیہ کافر کہدیا۔ اور اسپر طرہ یہ ہے کہ ان مسلمانون کی تکفیر کے واسطے جزئیہ ایسا قائم فرمایا ہے جسمین ہنوز اختلاف ہے۔ اور ان مسلمانون کا جرم یہ تجویز کیا ہے کہ وہ تقبیل ارض یعنی قدمبوسی کرتے ہین جس کو بعض علماء کرام نے مباح بعض مجتہدین عظام نے مستحب حتی کہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے مسنون فرمایا ہے (ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا)

بجای لحاظ اور پاسداری کے مفتی عزیز الرحمن صاحب نے اپنے علم اور اجتہاد کے جوش مین ایسا حکم صادر فرمایا کہ بظاہر تو ایک فرقہ کی تکفیر ہے لیکن غور کرنے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جملہ مسلمانون کی تقدیر کا فیصلہ ہوگیا۔ اور مفتی صاحب کے قلم کی ایک جنبش نے سب کو اسلام اور ایمان سے بے دخل کردیا۔

اگر مفتی صاحب کو یہی منظور تھا کہ علامۂ قہستانی کے قیاس کو جملہ مجتہدین متقدمین کے اجتہاد پر ترجیح دین۔ اور احادیث نبوی کی تعمیل بھی غیر ضروری سمجھین۔ اور اسکا بھی شوق تھا کہ مسلمانون ہی کی تکفیر کرین تو کم سے کم اتنی احتیاط کرنا تو لازم تھا کہ پہلے تحقیقات فرماتے اور جب گواہان عادل کی شہادت سے یہ جرم ثابت ہوجاتا کہ فلان فلان شخص سُنت بزرگان دین بجالاتا ہے یعنی پیر کی قدمبوسی کرتا ہے۔ اُسوقت نام بنام انھین مجرمون کے حق مین آپ یہ فرما سکتے تھے کہ علامہ قہستانی کے قیاس کے مطابق ان مسلمانون کی تکفیر کا فتوے دیتا ہون۔ ایسی حالت مین نہ کوئی اعتراض کرتا اور نہ جناب کی عبائے تقدس کے شفاف دامن مین یہ بدنما دھبہ لگتا کہ اُس کثیر التعداد

گروہ کی تکفیر کردی جسکے افراد کو نہ کبھی دیکھا ہے نہ جنکے عادات سے واقف ہین -

حالانکہ سجدہ کا مسئلہ ایسا بین اور واضح ہے کہ معمولی طالب علم سے بھی اس مین غلطی نہین ہو سکتی - مگر ہمارے فاضل مفتی صاحب نے صرف اسی پہلو کو دیکھا کہ سجدہ از قسم عبادت ہے جو خدا ہی کے واسطے مخصوص ہے - اور یہ غور نہ فرمایا کہ مجرد سجدہ عبادت نہین ہے جب عبادت کی نظر سے کیا جائے گا تو عبادت ہے اور جب تحیت اور شکر کی نظر سے کیا جائیگا تو تحیت ہے - اور سجدہ عبادت اُسی حالت مین ہوتا ہے کہ جب مسجود کے آلہ ہونے کا ساجد کے دل کو یقین ہو اور اگر یہ جُھکنا تعظیم و تحیت اور شکر کے خیال سے ہو تو غیر خدا کے واسطے بھی جائز ہے - اور اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ بزرگان دین جو اصول اسلام سے کماحقہ واقف تھے بلکہ جنکو اسلام کی جان کہنا چاہیے کبھی اپنے مخدوم کے آگے سر نہ جُھکاتے اور نہ اُنکے مخدوم اُنکا سر جُھکانا اور زمین بوسی اور پابوسی کرنا پسند فرماتے - کیونکہ علاوہ روحانیت اور حقانیت اور علوم باطنی اور دید اور یافت اور فیضان الٰہی سے مستفیض ہونے کے ان حضرات کا علم بھی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے علم سے اور ان بزرگون کی تحقیق بھی مفتی صاحب کی تحقیقات سے بدرجہا وسیع تھی اور شاید اسمین بھی کسی کو عذر نہ ہوگا کہ یہ مقبولان بارگاہ احدیت کفر و ایمان کی حقیقت کو مفتی صاحب سے زیادہ جانتے تھے - پس اگر مجرد سجدہ عبادت خدا ہی کیواسطے مخصوص ہوتا تو یہ حضرات نہ سجدۂ تحیت کو مباح اور مستحب جانتے نہ سجدۂ شکر کو امام ابو یوسف اور امام محمدؒ مسنون فرماتے -

اب باوجودیکہ حضرات علمائے عظام نے سجدۂ تحیت کو مباح اور مستحب اور مسنون بھی فرمایا اور حضرات صوفیہ کرام نے سجدۂ تحیت خود بھی کیا اور مریدین سے بتاکید سجدۂ تحیت کرایا بھی جیسا اوپر ثابت ہوا - لیکن ان جملہ دلائل اور اسناد کے قطع نظر اگر مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کا یہ فتوے مان بھی لیا جائے کہ سجدہ مطلقاً کفر اور مرتکب

سجدۂ تحیت کی تکفیر مین کوئی شبہ نہین - اور ہزارون عالمون اور لاکھون مقدس صوفیون کو (توبہ توبہ) کافر اور مشرک بھی سمجھ لیا جائے - اور خیال کر لیا جائے کہ بشریت کی وجہ سے یا دوسری لفظون مین یہ کہا جائے کہ ان لوگون سے غلطی ہوئی کہ مفتی عزیز الرحمن صاحب کی محققانہ رائے کے خلاف عمل کیا اس وجہ سے تکفیر کے سزاوار ہوے تو مین یہ عرض کرونگا کہ انبیا علیہم السلام نے جو غیر خدا کو سجدہ کیا تو اُنکو کیا کہا جائے گا - سواے اِسکے کہ یا تو اسلام کا اصول اور خدا کا حکم مانا جائے یعنی یہ سمجھا جائے کہ انبیا علیہم السلام معصوم ہین اور خدا اُنکا محافظ ہے تو یہ کہنا پڑے گا کہ سجدۂ تحیت غیر خدا کے واسطے بھی جائز ہے - یا مفتی صاحب کے حکم کی تعمیل کی جائے تو بعض نبی اور بعض پیغمبر بھی کافر ہوتے ہین اور (معاذ اللہ) اُنکی تکفیر کا اقرار کرنا ہوگا -

چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جب حضرت یحیی و حضرت عیسی علیہم السلام شکم مادر مین تھے تو باہم ایک نے دوسرے کو سجدہ کیا - (وہو ہذا)

مادر یحیی چو حامل بود ازو	بود با مریم نشستہ روبرو
مادر یحیی بمریم در نہفت	پیشتر از وضع حمل خویش گفت
کہ یقین دیدم درون تو شہی ست	کہ اولو العزم و رسول آگہی ست
چون برابر او فتادم با تو من	کرد سجدہ حمل من ای ذو الفطن
این جنین مر آن جنین را سجدہ کرد	کز سجودش در تنم افتاد درد
گفت مریم من درون خویش ہم	سجدۂ دیدم ز طفلم در شکم

اشعار مذکور سے صاف ظاہر ہے کہ یحیی علیہ السلام نے شکم مادر مین عیسی علیہ السلام کو اور عیسی علیہ السلام نے یحیی علیہ السلام کو تعظیماً سجدہ کیا - اب اگر مفتی عزیز الرحمن صاحب کے فتوے پر عمل کیا جائے تو ایک مقدس نبی اور ایک اولو العزم پیغمبر کی بھی (معاذ اللہ) تکفیر ہوتی ہے جو اصول اسلام کے صریح خلاف ہے اور ان معصومین انبیا علیہم السلام کی

نسبت کفر کا خیال کرنے والا بھی کافر ہے۔

لیکن حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کا یہ قصہ چونکہ اُسوقت کا ہے جب دونون حضرات شکم مادر مین تھے۔ اور اِسوقت یہ استدلال بھی مثنوی سے کیا ہے تو شاید مفتی صاحب یہ فرمائین کہ انسان تو تابلوغ مکلف شریعت نہین ہوتا اور یہ دونون تو شکم مادر مین تھے لہذا انکی سند نہین ہے۔ اور استدلال کی نسبت یہ عذر کرین کہ گو مولانا روم کا معتبرین علما مین شمار بھی ہے اور اُنکی مثنوی بھی مستند ضرور ہے کہ جسکی شرح پہلے تو جناب مولانا امداد اللہ صاحب مہاجر علیہ الرحمۃ نے کی اور اب مولانا اشرف علی صاحب نے اسکی شرح اُردو مین اپنا وقت عزیز صرف کیا ہے۔ مگر تاہم مثنوی ہے۔ اِس لیے بحث مسائل شریعت مین مثنوی کے اشعار سے استدلال کرنا ہم حجت نہین سمجھتے لہذا اِسکا بھی اطمینان ہم کرتے ہین۔ اور اب یہ دکھاتے ہین کہ ایک معمر نبیؑ نے بالغ اور جوان نبی کے آگے سجدۂ تعظیمی کیا۔ اور نبی مسجود نے بھی اُنکے سجدۂ تحیّت کو قبول کیا اور اِسکو خدا کا وعدہ فرمایا۔ اور اِسکا استدلال بھی بندون کی کسی کتاب سے نہ کرین گے بلکہ خدای برتر کا کلام اِس بارہ مین پیش کرین گے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کیا۔ چنانچہ اللہ جل جلالہ نے سورۂ یوسف مین ارشاد فرماتا ہے کہ وَرَفَعَ اَبَوَیۡهِ عَلَی الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا یعنی یوسف علیہ السلام نے مان باپ کو تخت پر بٹھایا اور اُنھون نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ اور جب یوسف علیہ السلام نے مان باپ کو سجدہ کرتے دیکھا تو اسکو خدا کے احسانات مین شمار کیا۔ چنانچہ اِسی کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ وَقَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاۡوِیۡلُ رُءۡیَایَ مِنۡ قَبۡلُ ۫ قَدۡ جَعَلَهَا رَبِّیۡ حَقًّا یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے باپ یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جسکو پروردگار عالم نے سچ کر دیا۔

اب وہ عذر بھی نہ رہا۔ بلکہ ایک ضعیف اور سن رسیدہ نبیؑ کا دوسرے

نبی کے آگے سجدۂ تحیت کرنا کلام الٰہی سے ثابت ہوگیا۔ لہذا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کو چاہیے کہ بقول سرمد علیہ الرحمۃ "یک کار ازین دو کار می باید کرد" پر عمل فرمائین کہ یا تو علامہ قہستانی کے اس قول سے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے حذر کرین اور اسکو خلاف مذہب ائمہ اسلام اور صوفیہ کرام تصور کرین اور سجدۂ تحیت و تعظیم کے جواز کا اقرار فرمائین۔ یا ان دونون مقدس اور ابرار نبیون کو بھی فرقۂ احرام پوش کی طرح (معاذاللہ) تکفیر کا خطاب دین۔

لیکن ایک شُبہ یہ ہوتا ہے کہ شاید ہمارا یہ استدلال بھی مفتی صاحب کے پسند نہ آئے کیونکہ جسطرح مفتی صاحب کے بڑے اور بزرگ علمانے رسول اللہ کی بے مثلی مین عذر کیا ہے۔ اور رسول اللہ کی وسعت علم پر ابلیس کی وسعت علم کو ترجیح دی ہے تو ممکن ہے کہ مفتی صاحب بھی یہ فرمائین کہ ہم انبیا علیہم السلام کی عصمت کے قائل نہین۔ یہ فعل اُنکا ہے جو ہماری طرح بشر تھے۔ اگر اُنھون نے غلطی کی اور غیر خدا کو سجدہ کیا تو حسب تجویز علما اُنکی بھی تکفیر ہوسکتی ہے۔ علاوہ اِسکے یہ فعل اُنکا ذاتی تھا۔ کوئی خاص حکم خدا کا اُنکو نہین پونہچا تھا کہ سجدہ کرو۔ تو ہم خاموش ہوجائین گے۔ اور جسطرح ہمارے علماء متقدمین اور بزرگان دین کی وقتاً فوقتاً علانیہ تکفیر ہوئی اور ہمنے سکوت کے ساتھ سنا ہے اُسیطرح اگر ان چند مقدس انبیا علیہم السلام کی بھی تکفیر کا فتوے ہو جائے گا تو سوائے صبر کے ہم کیا کر سکتے ہین۔ کیونکہ مفتی صاحبان جب مسند قضا پر رونق افروز ہوتے ہین۔ اور درِّ مختار کی جلدین اُنکے داہنے اور بائین جانب رکھی ہوتی ہین اُسوقت وہ خدا کے نائب ہو جاتے ہین اور دین و دنیا کے انتظامات کی ترمیم و تنسیخ کے جملہ اختیارات اُن کو حاصل ہو جاتے ہین جسکو چاہتے ہین دوزخ مین بھیجدیتے ہین اور جسکو چاہتے ہین جنت مین داخل کرتے ہین۔

اِسواسطے اب ہمکو ضرورت اِسکی ہوئی کہ ایسا گروہ تلاش کرین جسنے سجدۂ تعظیم

کیا ہو اور وہ قطعی معصوم بھی ہو- اور اسکے ساتھ یہ بھی شرط پوری ہو کہ اُس مقدس گروہ
نے بغیر اپنی خواہش اور ارادہ کے حکم خدا سے غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کیا ہو-
چنانچہ مفتی صاحب کے اطمینان کے واسطے انھین شرائط کے ساتھ ہم یہ عرض
کرتے ہین کہ نص صریح سے ثابت ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے سجدۂ آدمؑ کے واسطے
ملائکہ کو حکم دیا جسکا تذکرہ سورۂ بقر مین فرماتا ہے کہ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
فَسَجَدُوْا یعنی جب کہا ہم نے فرشتون کو کہ آدم کو سجدہ کرو پس (اُنھون نے) سجدہ کیا
اس سے صاف ظاہر ہے کہ فرشتون نے خدا کے حکم سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا-
اب ہماری وہ کوشش بھی پوری ہو گئی- کہ اس استدلال مین سجدہ کرنیوالے
فرشتے ہین جو قطعی معصوم ہین- سجدہ کا حکم دینے والا خدا ہے جو سب کا خالق اور مالک ہے
اور ثبوت مین قرآن شریف ہے جو اُم الکتاب ہے- ہم سجدۂ تحیت و تعظیم کے جواز مین
اس سے زیادہ واضح اور قوی دلیل نہین پیش کر سکتے- کیونکہ نہ ایسی کسی اور خلقت کا
ہمکو علم ہے جو فرشتون سے زیادہ معصوم ہو جسکا از راہ تحیت و تعظیم سجدہ کرنا ہم بیان کرین
نہ قرآن سے زیادہ صحیح اور معتبر کوئی کتاب ہمارے پاس ہے جسکو ثبوت مین دکھائین
اور نہ خدانخواستہ امکان کذب باری تعالیٰ کے ہم قائل ہین کہ اُسکے انتظام کو
غلط سمجھین اور کوئی دوسرا صحیح حکم دینے والا تلاش کرین- اس لیے ہمارے خیال
مین جواز سجدۂ تحیت کے واسطے اس سے زیادہ معتبر اور کوئی شہادت نہین ہو سکتی
ہان اگر مفتی صاحب کے فتوے کے مطابق یہ خیال کیا جائے کہ سجدہ
مطلقاً کفر ہے تو یہ ضرور عرض کرونگا کہ کم سے کم آدم علیہ السلام کے سجدہ مین بیچارے
فرشتون کا کوئی قصور نہین معلوم ہوتا ہے- کیونکہ نہ اُنھون نے اپنی خواہش سے
سجدہ کیا- نہ سجدہ کرنے کی استدعا کی- بلکہ خود مالک حقیقی نے لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
فرمایا اور اُنکو آدم کے سجدہ کا حکم دیا- اگر اسمین غلطی ہوئی ہے تو (معاذ اللہ) خدا کے

ہوئی ہے کہ اوسنے معصوم فرشتون سے وہ کام کرایا کہ بقول مفتی صاحب جو مستلزم شرک وکفر ہے

مگر حیرت خیز یہ امر ہے کہ مفتی صاحب جو یقینی خدا کے ایک بندہ ہین وہ توکفر وایمان کی

حقیقت سے اسقدر واقف ہون - اور خداوند عالم جو خالق کفر وایمان ہے وہ ایسی غلطی کرے

کہ معصوم فرشتون سے خاک کے پتلہ کو سجدہ کرایا جو حسب تحقیق مفتی صاحب قطعًا کفر ہے -

"" اسی مقابلہ مین دوسری غلطی خدا سے یہ ہوئی کہ ایک ایسے ایماندار کو جسنے مفتی صاحب

کے خیال کے مطابق غیر خدا کے سجدہ سے انکار کیا - تو احکم الحاکمین نے اوسکا کافرون مین شمار

کرلیا - چنانچہ اسی آیت کے آخری حصہ مین فرمایا ہے کہ اِلَّآ اِبۡلِيۡسَ اَبٰى وَاسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ

مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ یعنی ابلیس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور ہوا کافرون مین سے -

یہ متضاد مضمون قابل غور ہے کہ مفتی صاحب کا فتوی تو خدا کے حکم کی صریح مخالفت

کرتا ہے - اور خدا کا فرمان مفتی صاحب کے فتوے کی پوری تردید کرتا ہے - کیونکہ مفتی صاحب کے

فتوے کا تو یہ مضمون ہے کہ سجدۂ تحیت مطلقًا کفر ہے - اور جو سجدہ کرے اوسکے مرتکب شرک

وکفر ہونے مین کوئی شبہ نہین - اور خداوند عالم اسکے برعکس فرماتا ہے کہ ابلیس نے آدم کو سجدہ

نہین کیا اسوجہ سے وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ یعنی کافرین ہوگیا -

اب مفتی صاحب کے طرفدارونکو اختیار ہے کہ خدا کے حکم کو صحیح جانین یا مفتی صاحب کے

فتوے کو معتبر مانین - اسکے ذمہ دار وہ ہونگے مگر ہم باواز بلند کہتے ہین کہ ہرگز ہرگز نہ خدای ذوالجلال

سے کبھی غلطی ہوئی ہے اور نہ آئندہ ہوگی - اور نہ خدا کی رائے پر کسی بندہ کی رائے کو ترجیح

ہوسکتی ہے - جو کچھ اوس نے کیا اور کرتا ہے اور آیندہ کریگا وہ سب صحیح ودرست ہے مفتی صاحب

سجدۂ تحیت کو شرک کہین یا کفر مگر ہمارے خیال مین اقوال علمای دین وسلف صالحین اور

سیرت بزرگان کاملین وانبیاء مرسلین سے سجدۂ تحیت وتعظیم کی اباحت اور استحباب عقلًا ونقلًا

بخوبی ثابت ہے -

اگر یہ شبہ ہو کہ عہد انبیاء سابقین مین غیر خدا کیواسطے بھی سجدہ درست تھا اور اب

سجدہ مطلقاً کفر ہی۔ تو یہ صریح دہوکہ ہے۔ اسلئے کہ شریعت محمدی مین جو عبادت اور عقیدہ ذات حضرت رب العزت کیواسطے مخصوص ہے کسی نبیؑ کی شریعت مین اسکا جواز غیر خدا کے لیے نہ تھا اعمال مین اگر تغیر ہوا ہے تو وہ بھی اسیقدر کہ مثلاً پہلے چھ مہینے کے روزے اور پچاس وقت کی نماز فرض تھی تو اب ایک مہینے کے روزے اور پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ مگر یہ نہین ہوا ہے کہ آج محض خدا کیواسطے نماز پڑہی جاتی ہے تو پہلے غیر خدا کے لئے بھی نماز پڑھنا درست تھا۔ ہرگز نہین۔ بلکہ جسطرح آج خدا کو واحد اور قدیم اور خالق عالم جانتے ہین اوسیطرح ہر نبیؑ کی شریعت مین خدا کو واحد اور خالق سمجھنا لازمی تھا۔ توحید حضرت رب العزت کی تعلیم ہر عہد اور ہر قرن مین یکسان رہی۔ پس اگر آج سجدہ مطلقاً کفر ہے تو ضرور تھا کہ ہر نبی کی شریعت مین کفر ہوتا۔ حالانکہ یہ نہین ہوا بلکہ قرآن شاہد ہے کہ خود اللہ جل جلالہ نے آدم علیہ السلام کے سجدہ کے لیئے ملائکہ کو حکم دیا۔ اگر سجدۂ تعظیم بھی مثل اقرار توحید خدا ہی کیواسطے مخصوص ہوتا تو کبھی تعظیم آدمؑ کے لیئے ملائکہ کو سجدہ کا حکم نہوتا۔

اور بفرض محال اگر مفتی صاحب کی ضد سے مان بھی لیا جاے اور سجدۂ تحیت کو حرام بھی کہا جائے تو یہ عرض کرونگا کہ فعل حرام کا مرتکب گنہگار رہوتا ہے نہ کافر۔ اس صورت مین بھی ہمارے فاضل مفتی صاحب کو لازم تھا کہ فاعل سجدۂ تحیت کو گنہگار کہتے اور کافر کا خطاب نہ مرحمت فرماتے۔

مگر ہم پھر وہی کہینگے کہ اس مسئلہ مین ہمارے فاضل مفتی صاحب اگر تھوڑا غور اور تامل فرماتے تو کبھی یہ غلطی نہوتی۔ چونکہ در مختار کی جلد موجود تھی اوسمین علامہ قہستانی کی یہ ذاتی رائے دیکھکر کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے۔ انہون نے بھی عجلت مین یہی فتوے دیدیا۔ ورنہ مفتی صاحب دیگر مجتہدین اور فقہاء کے بھی اقوال اگر دیکھتے تو کبھی یہ فیصلہ نکرتے۔ اسلئے کہ مفتی صاحب نے جن عالمونکے سامنے زانو توڑا ہے اور جنکے خرمن تحقیق کے آپ خوشہ چین ہین وہ بزرگ بھی سلسلہ صابریہ مین مرید اور خاندان چشت کے حلقہ بگوش ہین۔ پھر کیونکر غیرت قبول کرتی کہ مفتی صاحب اپنے اوستادونکے پیران طریقت کو دائرۂ تکفیر مین محصور فرماتے۔

غرض مفتی صاحب نے جو کچھ کیا اور جس خیال سے یہ فتوے دیا اوسکے ذمہ دار تو مفتی صاحب ہین۔ مگر ہمنے بحیثیت مناظر نہین قلم اوٹھایا ہے۔ صرف عامۂ خلایق کے خیالات کی حفاظت منظور تھی اسواسطے یہ صراحت بھی کی۔ اور مفتی صاحب کی خدمت مین یہ گذارش بھی کرتے ہین کہ اگر واقعی آپنے بہ نظر ہدایت یہ فتوے دیا ہے اور در پردہ پیر کی قدمبوسی کو منع فرمایا ہے تو یقینی اپنا فرض منصبی آپ ادا کر چکے۔ اور ایک بہی خواہ قوم کو جو کرنا چاہئے وہ آپنے کیا۔ اور ہم بھی آپکی اس ہمدردی کا شکریہ ادا کرتے ہین لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی عرض کرینگے کہ جملہ مطیعان ائمہ اسلام اور خادمان صوفیہ کرام آپکی اس ہدایت وہمدردی کو زیادہ وقعت کی نظر سے نہ دیکھینگے اونکی فرمائش ہمیشہ یہ ہوگی کہ بقول امیر خسرو علیہ الرحمۃ۔

گرامی زاہد دعائے خیر میگوئی مرا این گو	که این آوارہ کوی بتان آوارہ تر بادا

آخر مین یہ بھی کہونگا کہ تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی ظاہری قوت کا زوال اسی خانہ جنگی کی بدولت ہوا ہے۔ اور اتفاق باہمی کی وہ خوبصورت اور عالیشان عمارت جو سلف صالحین نے اپنے مبارک ہاتون سے بنائی تھی اور اہل اسلام کے فخر ومباہات کا جسپر انحصار تھا۔ اوسکی بنیاد کو کمزور کرنے والا اگر کوئی ہے تو جاہ طلب اور شہرت پسند علما کا قلم ہے جسکی ایک جنبش نے بھائی کے ہاتھ سے دوسرے بھائی کو قتل کرایا۔

افسوس کوئی توہین اور کوئی تذلیل ایسی نہین پائی جاتی جو مسلمانونکے مقدس پیشواؤنکے واسطے معاصرین علمائے ظواہر نے تجویز نہ کی ہو۔ چنانچہ اوسی نفاق مین روز بروز ایسی ترقی ہوئی کہ اب جہان اور جب کبھی وہ اپنے منحوس چہرہ سے نقاب اوٹھاتا ہے تو مہلک وبا کی صورت نظر آتی ہے جسکا اثر عالمگیر ہوتا ہے۔

لہذا اب ہم بہزار عجز ونیاز اپنے حکیم مطلق کی جناب مین عرض کرتے ہین۔ کہ خداوندا اپنے حبیب کے صدقہ مین ہمکو ایسے مستحکم اتحاد اور اتفاق کی توفیق مرحمت فرما کہ امت محمدی صلعم یک زبان ہوکر کہنے لگے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم آمین۔ ثم آمین۔

تمت بالخیر

تقریظ دلپذیر و تاریخ بی نظیر از نتیجہ فکر رسا صاحب۔ فہم و ذکا فرد فرید مرد میدان تجرید عاشق حق فانی

ذات مطلق عارف باللہ جناب بیدم شاہ صاحب فقیر بارگاہِ وارثِ عالم پناہ سلمہ اللہ

ناظرین مجھ ایسا شخص جو مکتب شریعت و طریقت کا ابجد خوان بھی نہین وہ اپنی نادانی سے
ایک ایسے علمی رسالہ کے متعلق رای زنی کرے جو معدن تحقیق اور مخزن تدقیق ہو سراپا جسارت
ہی جسارت ہے۔ اور وہ بھی اس حالت مین کہ امراض روحانی کے علاوہ عوارض جسمانی نے
از کار رفتہ کر دیا ہو۔ ابھی ایک جانگسل علالت کے حملہ پر اپنی سخت جانی سے زندہ
بچا لیکن ضعف و نقاہت کا ہنوز تختہ مشق ہون۔ ہرگز اس قابل نہ تھا کہ کسی دماغی محنت
کی برداشت کرتا۔ مگر بقول۔

خیال خاطر احباب چاہیے ہردم	انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینون کو

لہذا جناب حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی بچھرایونی کے اصرار کے قطع نظر اپنے معزز
بھائی کی یہ جانفشانی دیکھکر حوصلہ ہوا کہ زیادہ نہین تو مختصر ہی طور پر اپنے خیالات کا
اظہار کرون۔ بقول غالب۔

منظور ہے گذارشِ احوال واقعی	اپنا بیان حُسن طبیعت نہین مجھے

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ لاجواب کتاب **شہاب ثاقب** موسوم بہ رد کفر میرے
واجب الاحترام برادر طریق صاحب فضل و تحقیق سلمہ اللہ تعالی کے قلم اعجاز رقم سے
زیب قرطاس ہو کر نفع بخش خلائق ہوئی۔ ممدوح کی معلومات قابل قدر اور منصفانہ
خیالات ہر طرح مستحق تحسین ہین کہ آپکی یہ عرق ریزی محقق حضرات کے لئے سرمایۂ
استدلال قاطع اور مباحث پسند احباب کیواسطے آئہ براہین ساطع ہے۔

حالانکہ صوفیون کا ممتاز گروہ اس رد و قدح سے ہمیشہ دور رہا۔ اور لعن علما اور طعن خلائق کو صبر و سکوت
کے ساتھ سُنا۔ اور اگر گذشتہ زمانہ کے مقدس بزرگون نے ایسے مواقعات پر کچھ فرمایا بھی تو اسیقدر کہ

خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند	آرے آرے میکنم با خلق و عالم کار نیست

اور درحقیقت مؤلف موصوف کا بھی یہی مذاق و مشرب ہے۔ خدانے آپکو فقیر بنایا ہے نہ فقیہ۔ مگر جو کچھ لکھا ہے وہ "تنگ آمد بجنگ آمد" کا مصداق ہے۔ ضبط و تحمل کی بھی حد ہوتی ہے۔ جبکہ قدم قدم پر شرک وکفر کے خار بچھائے جاتے ہین۔ اور وہ بھی ایک شخص کیواسطے نہین بلکہ چھوٹے بڑے اچھے بُرے سبکو ملعون اور مردود کا خطاب ملتا ہے تو یہ تکلیف وہ ہے کہ سخت سے سخت دل کا آدمی بھی بغیر متاثر ہوئے نہین رہ سکتا۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیون
رُوئین گے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

ہان اگر خود برادر مکرم کو بے وجہ بھی مفتی صاحب کسی سخت گناہ کا الزام دیتے تو یقینی ممدوح الشان اوسکو خاموشی کے ساتھ سُنتے اور ہرگز تردید نفرماتے۔ مگر جب ایک کثیر التعداد گروہ فقرا کو بلا قصور اور اسطرح نشانۂ تکفیر بنایا جسکے اثر سے اسلام کے تمامی مقدس اور برگزیدہ حضرات کی شان جلالت کو بھی نقصان پہونچا تب آپنے مذہبی ہمدردی سے حمایت حق فرمائی جو درولیشانہ زندگی کا ایک معنی خیز باب ہے۔ لیکن باین ہمہ یہ رسالہ اس خوبی کے ساتھ تالیف ہوا کہ بجز اظہار حق مناظرہ کے داغ سے اپنے شفاف دامن کو محفوظ رکھا۔

ہمارے علماء عظام کا تو یہ فرض تھا کہ اپنے مواعظ حسنہ سے بیدینونکو دیندار بناتے جسکے صلہ مین سرکار رسالت پناہ سے خوشنودی کا خلعت ملتا۔ اور خدائی دربار سے رضامندی کا زرین سہرہ اونکے سر پر باندھا جاتا۔ مگر برخلاف اسکے مسلمانونکو مشرک و رایماندارونکو کافر بنانے کا شوق ہے۔ دوسرونکی املاک پر قبضہ کرنا تو درکنار اپنی ہی رہی سہی پونجی کھوئے دیتے ہین۔ افسوس۔

دوست ہو دوست کا دشمن تو شکایت کسکی	یار آمادۂ خون ہو تو بچائے پھر کون

آخر مین تاریخ طبع رسالہ ہذا پیش کرتا ہون۔

این کتابے کہ بہر دشمن دین — اثر قہر کبریا دارد
پے تاریخ از فلک ہاتف — گفت صمصام عینیہ آمد

(فقیر بیدم شاہ وارثی)

تاریخ از نتائج طبع موزون شاعر ذیشان سخن فہم و سخن دان جناب شیخ محبوب علی صاحب وارثی متخلص بہ مخمور رئیس دیوی شریف ضلع بارہ بنکی

مطالب روز روشن اور دلائل ہین صریحی حق — کہ ہر ایک حرف مین برہان قاطع لکھی ہی واللہ
سلیم الطبع جو ہو گا یقین وہ حق پہ لائیگا — کتاب باصواب الحق لکھوا کتنے ہے واللہ

تاریخ از نتائج فکر گہربار مقبول بارگاہ صمد مولانا قاضی سلیمان احمد صاحب وارثی متخلص بہ ذکی

ردکفر است چنین کرد رقم — بستہ شد باب سوالات و جواب
بہر معموری بیت رہ راست — للہ الحمد کشادہ شدہ باب
درہمہ بحث و تقاریر لطیف — شدہ ملحوظ تمامی آداب
جملہ مضمون کہ نوشتہ شدہ ہست — از خطا خالی و مملو بہ صواب
گفت تاریخ ذکی بس نادر — گشت مطبوع کتاب نایاب

الحمد للہ کہ کتاب شہاب ثاقب موسوم بہ ردکفر از تالیف منیف جناب حاجی اوگھٹ شاہ صاحب غلام بارگاہ وارث عالم پناہ درماہ اکتوبر ۱۹۱۵ء طبع گردید

اس کارخانہ مین ہر قسم کا کام رنگین ملان وغیرہ کا چھپ سکتا ہی اور حسب عدہ وقت پر دیا جاتا ہی۔ باہتمام قادر بخش اصح المطابع تھوڑولہ لکھنؤ

اعلان

اس پریس نے چھپائی کے کام مین جو شہرت حاصل کی ہی وہ آجتک تمام
ہندوستان مین اسلیے مشہور ہی کہ اِسکے کارپرداز پرنٹنگ کے فن مین ماہر ہین اور
وہ اپنی نگرانی مین ہر قسم کی طبع کا کام انجام دیتے ہین یہ بات دوسرے مطابع کو
حاصل نہین - ہر قسم کا رنگین کام چھپتا [illegible] نقش آرائی
ہی - یہان نہایت عمدگی سے انجام پاتا ہی معمولی کام مین بھی حرفون
کی شان قائم رہتی ہے - قیمت واجبی لیجاتی ہی کام عمدہ کیا جاتا ہی سب سے اچھی بات
یہ ہی کہ وعدہ سچا ہوتا ہی اور معاملہ صاف ہی اور صاحب فرمایش کو پریشان
نہین ہونا پڑتا کام مطابق نمونے کے دیا جاتا ہی - اعلی اوسط ادنی چھپائی کے نرخ
الگ الگ ہین جو کام کی حیثیت اور لحاظ سے طے ہو سکتے ہین -

المعلن

محمد قادر بخش مالک صبح المطابع بھوی ٹولہ لکھنؤ